﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد23

جمعۃ المبارک01جولائی 2016ء

25رمضان 1437 ہجری قمری ❁ 01/وفا 1395 ہجری شمسی

شمارہ27

## شوّال کے چھ روزے

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص رمضان کے روزے رکھے اوراس کے بعدعید کا دن چھوڑ کے شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔

(صحيح مسلم كتاب الصوم باب استجاب صوم ستة ايام من شوال)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

**اور وہ (مدّعی) اپنے ابتدائی زمانہ میں گوشۂ گمنامی میں مستور تھا۔ نہ وہ پہچانا جاتا تھا اور نہ اس کا ذکر ہی کیا جاتا تھا۔ اوراس زمانہ میں اس کے رب نے اُسے بشارت دی کہ وہ اُس کے ساتھ ہے اور یہ کہ اُس نے اُسے چن لیا ہے اور اُسے (اپنے) پیاروں میں شامل کیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ضرور اُس کے ذکر کو بلند کرے گا اور اُس کی شان بہت بڑھائے گا اور اُس کو عظیم غلبہ دے گا۔ پس لوگوں میں اُسے شہرت دی جائے گی اور زمین کے مشرق ومغرب میں وہ ذکرِ جمیل اور ستائش کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔**

’’اور وہ (مدّعی) اپنے ابتدائی زمانہ میں گوشۂ گمنامی میں مستور تھا۔ نہ وہ پہچانا جاتا تھا اور نہ اس کا ذکر ہی کیا جاتا تھا۔ اور نہ تو اس سے کوئی امید کی جاتی تھی اور نہ ہی اس سے خوف کھایا جاتا تھا۔ اور اس پر عیب لگایا جاتا اور تعظیم نہ کی جاتی۔ اور اسے ان اشیاء میں شمار نہ کیا جاتا تھا جن کا چرچا عوام اور خواص میں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور عقل مندوں کی مجالس میں اُس کے ذکر سے اعراض کیا جاتا تھا۔ اوراس زمانہ میں اس کے رب نے اُسے بشارت دی کہ وہ اُس کے ساتھ ہے اور یہ کہ اُس نے اُسے چن لیا ہے اور اُسے (اپنے) پیاروں میں شامل کیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ضرور اُس کے ذکر کو بلند کرے گا اور اُس کی شان بہت بڑھائے گا اور اُس کو عظیم غلبہ دے گا۔ پس لوگوں میں اُسے شہرت دی جائے گی اور زمین کے مشرق ومغرب میں وہ ذکرِ جمیل اور ستائش کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ اور آسمان کے ربّ کے حکم سے اُس کی عظمت تمام روئے زمین پر پھیلا دی جائیگی۔ اور حضرت کبریاء کی جناب سے اس کی مدد کی جائیگی۔ اور فوج درفوج ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح کثرت سے لوگ اس کے پاس ہر گہرے راستہ سے آئیں گے۔ قریب ہے کہ ان کی اس کثرت سے وہ اکتا جائے اور انہیں دیکھنے سے اس کا سینہ تنگ ہو اور (قریب ہے) کہ اُسے وہ چیز خوفزدہ کرے جو ایک نادار عیال دار کو کثرت اولاد اور ذمہ داریوں کی ادائیگی اور مالی قلت کے وقت ڈراتی ہے۔

اور لوگ اپنے ہم وطنوں کو چھوڑ دیں گے اور اس کی بستی کو بوجہ اُس کشش کے جو اللہ نے اُن کے دلوں میں اس کیلئے رکھ دی ہے، اپنا وطن بنائیں گے۔ اور وہ اس کی ملاقات کی خاطر اپنے دوستوں کی ملاقات کو ترک کر دیں گے۔ اور اس کی صحبت کے لئے جگر جل رہے ہوں گے، اور اس کے دیدار سے دلوں میں رقّت پیدا ہوگی۔ اور اللہ کے بندے کمال سچائی اور اخلاص وصفا کے ساتھ اس کے پیچھے تیزی سے دوڑیں گے۔ اور اُس کی خاطر طرح طرح کے مصائب کو ترجیح دیں گے۔ اور اُن میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں اصحاب الصُفّہ کہا جائے گا۔ جو اس کے بعض حجروں میں فقراء کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ اُن کی خواہشات پگھل جائیں گی اور اُن کے دل پانی کی طرح بہنے لگیں گے۔ اور اُن کے حق کو پہچاننے اور آسمانی انوار دیکھنے کے باعث تُو اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھے گا۔ وہ کہیں گے، اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا۔ اور وہ عارفوں کی طرح کمال وجد اور سرور میں روئیں گے۔ اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کے مطلوب سے ملا دیا وہ شکر کریں گے۔ اور ان کی روحیں آستانۂ الٰہی پر سجدہ ریز ہوں گی، اور اس طرح اُس بندۂ خدا کے لئے ہر طرف سے تحفے تحائف، اموال اور طرح طرح کی اشیاء آئیں گی۔ اور اُس کا ربّ اُسے عظیم برکت، اور غالب آنے والی روح اور شدید کشش عطا فرمائے گا جیسا کہ ابتدا ہی سے اُس کے لئے مقدّر تھا۔ لوگ اُس کے دروازے کی طرف دوڑے چلے آئیں گے اور بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور بادشاہوں اور اُمراء کے گروہ اُس کے دربار میں بار بار حاضر ہوں گے۔ اور ہر قوم میں سے لوگ اُس سے دُشمنی کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ہر جہت سے اُس کی بیخ کنی کے لئے کوشش کریں گے۔ اور اُس کے نور کو بجھانے کے لئے وہ ہر قسم کی منصوبہ بندی کریں گے تا کہ اُس کے نور کو بجھا دیں تا کہ اُس کے غلبہ پر پردہ ڈالیں اور اُس کی شان گھٹائیں اور اُس کی دلیل کو کھوٹا قرار دیں۔ یا اُسے قتل کر دیں یا سُولی پر لٹکا دیں یا اُسے جلاوطن کر دیں یا خاک آلود فقیر بنا دیں یا وہ چغل خوری کرتے ہوئے اُسے حکام کے پاس گھسیٹ کر لے جائیں، چغلخوری اور بات کو بعض تہمتوں اور افتراء کے ساتھ بنا سنوار کر پیش کرتے ہوئے یا اسے اذیت دیں ایسی اذیت جو ایذاء کی ہر قسم میں سے اذیت ناک ہو لیکن اس کے باوجود اللہ اپنے آسمانی فضل کے ذریعہ اسے ان کی ناپاک تدبیروں سے محفوظ رکھے گا اور ان کی تدبیروں کو انہیں پر الٹا دے گا۔ اور انہیں رسوا کرے گا۔ جس پر وہ ناکام ونامراد لوٹیں گے ایسے طور پر کہ گویا وہ زندوں میں نہیں۔ اور جن نعمتوں اور انعاموں کا اس سے وعدہ کیا ہے اللہ اسے پورا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے اپنے وعدہ اور دشمنوں کے لئے اپنی وعید کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی ان پیش خبریوں میں سے ہے جو اس بندہ کو ان کے وقوع سے پہلے ہی وحی کی گئیں۔ جنہیں ملکوں میں اور عوام اور امراء طبقہ کے لوگوں میں لکھ کر اور طبع کر کے شائع کر دیا گیا تھا اور انہیں مختلف اقوام اور ملکوں کو بھیج دیا گیا تھا۔ اور اس طرح ہر قوم کو اس کا گویا گواہ بنا دیا گیا۔ اور یہ پیش خبریاں ہمارے اس زمانہ سے چھبیس سال قبل شائع کر دی گئی تھیں۔ اس وقت ان خبروں کے نتائج کا نام ونشان تو درکنار کوئی اہل الرائے ان کے وقوع پذیر ہونے کو ناممکن سمجھتا تھا، بلکہ ہر شخص ان پر ہنسی اڑاتا اور انہیں افتراء اور من گھڑت خیال کرتا اور بتقاضائے خواہشات نفسانی انہیں حدیث النفس کی قبیل سے تصور کرتا یا انہیں حضرت الکبریاء کی طرف سے نہیں بلکہ شیطانی وساوس سے خیال کرتا تھا۔ جب کہ یہ سب خبریں براہین احمدیہ کے متفرق مقامات میں درج شدہ ہیں۔ جو اس عاجز کی اردو تصانیف میں سے ہے اور جس شخص کو ان خبروں کے متعلق کوئی شک وشبہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کتاب (براہین احمدیہ) کی طرف رجوع کرے اور اسے صحت نیت کے ساتھ پڑھے اور خوف خدا کرے اور ان خبروں کی عظمت اور ان کی جلالت شان اور ان کے دلائل کی رفعت پر غور کرے اور اس زمانہ پر بھی کہ کتنی دیر پہلے (یہ شائع کی گئیں اور) ان کی تابانی اور چمک دمک پر غور کرے۔ کیا کسی شخص کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ تمام اشیاء کے جاننے والے خدا سے علم حاصل کئے بغیر ایسی خبریں دے سکے۔ یہ بہت سی خبریں ہیں جن میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس قدر پیش گوئیاں ان تقویٰ شعار لوگوں کے لئے کافی ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جب وہ حق کو پا جائیں تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ بدبختوں کی طرح اس سے نہیں گزر جاتے اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں پس تو ہمیں اپنے مومن بندوں اور گواہوں میں لکھ لے۔‘‘ (الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 5 تا 10۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

☆......☆......☆

# تربیتِ اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 10 (آخری)

### ☆ دیندار ساتھی کے لئے دعا کی عادت اور ساتھی کے انتخاب میں دینداری کو فوقیت دیتے ہوئے مدد کرنا اور عائلی زندگی کے حوالہ سے رہنمائی:

جوانی میں قدم رکھنے والے بچے بچیوں کو مستقبل میں مبارک اور نیک جوڑا ملنے کی دعا کرنے کی بھی نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں:

''خاص تاکید سے حضرت خلیفہ اوّل بار بار مجھے فرماتے کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شرم نہیں، تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ مبارک اور نیک جوڑا دے۔

یہ بات میرے ساتھ پڑھنے والی دوسری لڑکیوں سے بھی اکثر کہی کہ ابھی سے چپکے چپکے دعائیں کرتی رہا کرو کہ اللہ تم کو نیک جوڑے بخشے، بالکل نہ شرمانا، اپنے خدا سے ہرگز نہیں شرماتے۔ اسی سے تو سب کچھ مانگنا ہے۔ پس لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی یہ دعا ضرور کیا کریں۔ مگر یہ دعائیں اس لئے ہیں کہ بچے اپنی آئندہ زندگی کے لئے خزانے جمع کریں۔ کہیں نیک جوڑا مانگتے مانگتے ابھی سے خیالی پلاؤ پکانے نہ شروع کر دینا! ابھی ہرگز تمہاری شادی وادی نہیں ہو سکتی، ابھی تم نے قابل بننا ہے۔ انشاء اللہ''

(ملاطفات صفحہ 33,32)

پس بچوں کو دیندار اور با اخلاق ساتھی سے رشتہ کے لئے دعا کی عادت ڈال کر اس بارے میں بھی دینداری کو فوقیت دیتے ہوئے بوقتِ ضرورت مدد مہیا کرنا والدین کی ذمہّ داری ہے۔

اسی طرح شادی سے پہلے اپنے بیٹے کو یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ بیوی سے اُس کا سلوک کیسا ہونا چاہئے۔ اُس کی دلجوئی کا کس طرح خیال رکھنا ہے، اس کے رشتہ داروں سے نرمی اور محبت کا کس کس رنگ میں سلوک کیا جائے۔ اور اپنی بیٹی کو خاوند کے حقوق، خاوند کے رشتہ داروں کا خیال اور عائلی زندگی کے اہم معاملات کے بارے میں ہر ممکن رہنمائی مہیا کرنی چاہئے۔

### قریباً سب عمر کے بچوں کی تربیت کے لئے بعض اہم امور بچوں سے محبت و پیار:

جس طرح بچوں کے اخلاق کی نگرانی کرنے اور اُنہیں برائیوں سے روکنے کے لئے کسی قدر سختی یا تنبیہ کی ضرورت ہے اسی طرح ان سے پیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ جو شخص بچے سے پیار نہیں کرتا بچے کو بھی اس سے اُنس نہیں پیدا ہوتا اور جب تک اُنس نہ ہو بچہ پر کبھی اُس کی باتوں کا اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے بچوں سے پیار اور محبت سے پیش آنا بھی نہایت ضروری ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کو پیار کرتے، اُن کو گودی میں اُٹھاتے، اُن کا دل بہلاتے تھے حالانکہ اُس دَور کے جاہل عربوں کے نزدیک یہ اَمر وقار کے خلاف تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدّم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔''

(الحکم 22 اگست 1908ء، ملفوظات جلد پنجم صفحہ 603)

چنانچہ ہمیں بچوں سے میانہ روی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ یعنی نہ زیادہ نرمی اور نہ زیادہ سختی۔ اُن سے ناجائز محبت بھی نہ کی جائے بلکہ محبت اور سرزنش میں حسین توازن کو قائم رکھنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ایسی محبت رکھتے اور رحم کا ایسا سلوک فرماتے کہ دیکھنے والے بھی رشک کرتے۔ حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہ تھی لیکن ان کی تربیت کی خاطر مناسب سلوک فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ صدقے کی کچھ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے آئیں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ کھجور باہر نکالی اور فرمایا کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر صدقہ حرام ہے۔

### ہر بچے کو اس کی عمر کے مطابق نصیحت کرتے رہنا:

بچے کی عمر کے مطابق اچھی اچھی باتیں اُسے بتاتے رہنا اور اُس کے ذہن نشین کروانا بڑوں کی ذمہّ داری ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اگر ماں باپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور وہ بچوں کو اُن کی عمر کے مطابق نصیحت کرتے رہیں تو یہ نصیحتیں انہیں اپنے اوقات کو صحیح طور پر استعمال کرنے اور اعلیٰ تربیت حاصل کرنے میں مدد دے سکتی ہیں...... عمر کے ساتھ کچھ مسائل کا تعلق ہوتا ہے اور ماں باپ کا فرض ہے کہ جیسی عمر ہو ویسی ہی نصیحت کریں''۔

(خطبات مسرور جلد 30 صفحہ 67,66)

### بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آنا اور اُن کی ضروریات پوری کرنا:

بچے کا ادب کریں تو بچہ ماں باپ کا ادب کرتا ہے۔ اگر ادب نہ سکھائیں تو پھر بچہ بے ادب کے طور پر بڑا ہوتا ہے اور بڑے ہو کر بھی پھر ماں باپ کا ادب نہیں کرتا۔ بعض نوجوان صرف اس لئے باپ کا مقابلہ کرتے اور نافرمان بن کر دین و دنیا کی تباہی خرید لیتے ہیں کہ باپ اپنے باپ ہونے کے زعم میں ان سے بات چیت میں وہ سلوک کرتے ہیں جسے بچے اپنے دوستوں کی نگاہ میں باعثِ ذلّت سمجھتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ'' کہ اے مومنو! اے میرے ماننے والو! اپنی اولادوں کی عزت وتکریم اور توقیر قائم کرو، ان کی ذلّت اور رُسوائی کے سامان نہ کرو تا کہ وہ بھی تمہارے لئے باعثِ صد افتخار بنیں نہ کہ ذلّت کا باعث۔ مثلاً ایک عام سی بات ہے کہ بعض والدین بچوں کی غلطی پر ان کو دوسرے لوگوں کے سامنے ہی ڈانٹتے ہیں یا تنبیہ کرتے ہیں جس سے ان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہئے تا کہ ان کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔ اس کے برعکس اگر بچے سے کوئی غلطی ہو بھی جائے اوّل تو اس کو محبت سے سمجھانا چاہئے اور اگر ڈانٹ ضروری بھی ہو تو علیحدگی میں ڈانٹنا چاہئے اور اس بات کا احساس بھی اُسے ہو کہ میرے والدین میرے ساتھ پیار کرتے ہیں اور میری عزت بھی کرتے ہیں اور یہ بھی محسوس کرے کہ میرے ماں باپ نہ صرف میری عزت کرتے ہیں بلکہ میرے جذبات و احساسات کو اہمیت اور جگہ بھی دیتے ہیں۔

پس ہمیں اپنی اولاد کا احترام کرنا چاہئے اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اُن کی ضروریات پوری کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے۔

### ماحول کی نگرانی اور بچوں کی دلچسپیوں پر نظر رکھنا:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ دشمن تفریح اور وقت گزاری کے نام پر ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں کو متاثر کر رہا ہے، ان میں نقص پیدا کرنے کی بھی کوشش کر رہا ہے۔ (بحوالہ خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 675) تمام جدید مواصلاتی ذرائع خدا نے اس لئے بنائے ہیں کہ ہم ان کا صحیح استعمال کریں اس لئے انٹرنیٹ اور موبائل کے غیر ضروری اور غلط استعمال سے گریز کیا جائے۔ والدین نگرانی کریں۔ ٹی وی دیکھنے کے لئے بھی بچوں کو اکیلے نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کی تربیت کی جائے کہ اخلاق سوز پروگرام نہیں دیکھنے۔ حضور فرماتے ہیں:

''بار بار میں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بھی بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اُن پر بھی نظر رکھیں۔'' (خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 690)

پھر ماں باپ کو یہ نظر بھی رکھنی چاہئے کہ بچے باہر جاتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں، دوستوں کے ساتھ دوسری کھیلوں یا مشاغل میں مصروف ہوں تو کیا حالات ہیں۔ مگر ہر وقت یہ نظر عملاً رکھی ہی نہیں جا سکتی۔ اس کا ایک بہتر طریق یہ ہے کہ بچے کی دلچسپیوں پر نظر رکھی جائے اور یہ دلچسپیاں گھروں سے دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ ناممکن ہے کہ بچہ گھر میں پہچانا نہ جائے۔ اس کا اُٹھنا بیٹھنا، اس کی ٹیلیویژن کے پروگراموں میں دلچسپیاں، اس کی کتابیں خریدنا، اس کی تصویریں بنانا، اپنی دیواروں پر تصویریں لٹکانا یا کچھ ماٹو بنا کر لکھتے رہنا۔ یہ ساری ادائیں ہیں جو اس کے دل کا حال بتا رہی ہیں اور ان تصویروں کو پڑھ کر آپ دل کا حال پڑھ سکتے ہیں اور پھر اگر یہ بچہ باہر نکلے گا تو آپ کو پتہ ہے کہ یہ محفوظ ہے یا غیر محفوظ ہے۔ وہ بچے جو گھروں میں محفوظ نہیں وہ باہر بھی محفوظ نہیں ہوا کرتے۔'' (روزنامہ الفضل 8 اگست 1997ء)

دوسرے بچوں سے سیکھنے والے اخلاق کا پتہ لگاتے رہنا چاہئے کہ کیا سیکھ رہے ہیں۔ اور کوئی بُری بات نظر آئے تو اُسے سرزنش کریں لیکن ایسی بھی سختی نہ ہو کہ پھر بچہ آپ سے چھپ کر بدی کرنے لگے۔ اس لئے یہ نگرانی بھی کرتے رہیں کہ بچہ چھپ کر عیب نہ کرے تا کہ اُس کے عیوب کا پتہ لگتا رہے اور اصلاح کی جا سکے۔

### مساوات اور انصاف کا سلوک کرنا:

بعض بچے ماں باپ کو زیادہ پیارے ہوتے ہیں مگر جو کم پیارے ہیں اُن سے بھی انصاف کا معاملہ کرنا چاہئے اور اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد سے انصاف اور مساوات کا سلوک کرو۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں دیگر خرابیوں کے علاوہ بچے میں حسد کی برائی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے اپنے بیٹے کو کوئی قیمتی تحفہ دیا اور اپنی بیوی کی خواہش پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنانے کے لئے حاضر ہوا۔ آنحضورؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا سب بچوں کو ایسا ہی ہبہ کیا ہے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر ظلم کی اس بات پر مَیں گواہ نہیں بن سکتا۔ (بخاری کتاب الھبۃ باب 12)

یوں آپؐ نے اولاد میں بھی عدل کرنے کا سبق دیا۔

### خود بھی مالی قربانیاں کرنا اور بچوں کو بھی مالی قربانی کی عادت ڈالنا:

یہ دونوں باتیں بچوں کی نیک تربیت کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''خدا سے مال کے معاملے میں بدظنی کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے یعنی خدا جب مانگے آپ سے اس وقت آپ کہیں کہ نہیں مجھے ڈر ہے میں کہیں غریب نہ ہو جاؤں۔ بیوقوفی کی بھی حد ہے۔ دیا خدا ہی نے تو ہے اور وہی آپ کو آزما رہا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ روکیں تو آپ کی خدا کے سامنے کیا حیثیت رہ جائے گی۔ کسی بچے کو آپ پیار سے ٹافیاں دیں، کچھ چاکلیٹ دیں اور اس کے بعد محبت سے کہیں مجھے ایک چاکلیٹ تو واپس کر دو ایک ٹافی تو دو میں بھی کھاؤں اور وہ ہاتھ پیچھے کر کے اکڑ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو جائے کہ نہ میں تو نہیں دوں گا میری کم ہو جائیں گی۔ کیا آپ کی محبت اس بچے سے ویسے ہی ہو گی جیسی دوسرے بچے سے جس کو آپ نے چند ٹافیاں دی ہوں کھانے کے لئے، ایک مانگیں اور وہ ساری پیش کر دے اور اصرار کرے کہ ابّا آپ نے ضرور لینا ہے۔ دونوں تعلقات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دونوں سے خون کا ایک ہی طرح کا رشتہ ہے، لیکن وہ جو اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار ہے اس کے ساتھ اور قسم کے تعلقات ہوا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کبھی خدا اکیلا نہیں چھوڑا کرتا، کبھی ان پر غربت نہیں آیا کرتی۔ ان کے اموال میں بھی برکت پڑتی ہے، اُن کی نسلوں میں بھی برکت پڑتی ہے۔ اور جو خدا سے ہاتھ روک لیا کرتے ہیں ان کی اولادیں بھی ضائع ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ تو میرا تجربہ ہے ساری دنیا میں۔ یعنی ساری دنیا کے احمدیوں پر نظر ڈال کے مَیں جانتا ہوں کہ جو لوگ خدا سے اموال کے معاملہ میں کنجوسی کریں ان کی اولادیں بھی ضائع ہو جایا کرتی ہیں۔ نہ انفس رہیں گے نہ اموال رہیں گے۔ اس لئے خود اپنی خاطر اگر اور کسی وجہ سے نہ سہی عقل اور ہوش سے خدا کے ساتھ معاملہ کریں۔ وہی رازق ہے، وہی عطا کرنے والا ہے۔ جب وہ دین کی ضرورتوں کے لئے آپ سے مطالبہ کرے تو کھل کر اس کو دیا کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اُس سے کتنا بڑھ کر آپ کو عطا کرتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 ستمبر 1988ء بمقام نیروبی، کینیا بحوالہ خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 613، 614)

پس ہم جہاں خود مالی قربانیوں میں کسی سے پیچھے نہ رہیں وہاں اپنے بچوں کو بھی بچپن سے ہی اپنے ہاتھ سے چندے، صدقات وغیرہ دینے کی عادت ڈالنا اُن کی تربیت کے لئے نہایت دُوررس نتائج کا حامل ہوا کرتا ہے۔

### سالگرہ جیسی رسومات سے اجتناب:

سالگرہ کی رسم (یعنی بچے کی پیدائش کا دن منانا اور دعوت پارٹی وغیرہ دینی) مغربی قوموں کی تقلید میں اب

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

# مَصَالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر 407**

## مکرم احمد المستر یحی صاحب

مکرم احمد المستر یحی صاحب کا تعلق اردن سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1964ء میں ہوئی اور انہیں 2011ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

### نماز باجماعت سے محبت

مَیں ایک متدیّن گھرانے میں پلا بڑھا۔ بچپن ہی سے مجھے پابندیٔ نماز کی فکر اور دین سے غیر معمولی محبت تھی جس کی وجہ سے کبھی کبھی میرے گھر والے اور رشتہ دار مجھے مولوی ہونے کا طعنہ دیتے تھے۔ مَیں باجماعت نماز نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ایک دفعہ تمام گھر والے مل کر اپنی زمین میں پیاز کی کاشتکاری کے لئے گئے تو میرے بڑے بھائی نے مجھے بھی وہاں پہنچنے کے لئے کہا۔ ہماری زمین پانچ کلومیٹر دور تھی اور وہاں پیدل جانا تھا۔ چونکہ یہ جمعہ کا دن تھا اور وہاں جا کر جمعہ کی نماز کے لئے واپس آنا مشکل تھا، یہ سوچ کر میں گھر میں رہا اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کو مقدم رکھتے ہوئے کہیں نہ گیا۔ اس کی وجہ سے مجھے سارے گھر والوں اور خصوصًا اپنے بھائی کی ڈانٹ ڈپٹ اور طعنہ زنی کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن ان کی باتوں سے میری نماز کی محبت کم نہ ہوئی، یہانتک کہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے تلک نماز اور مسجد کی محبت میں میری مثال دی جانے لگی۔

### تبلیغی جماعت سے تعلق

مَیں مسجد کی طرف جاتے ہوئے نوجوانوں کو دکانوں پر یا گلیوں میں کھڑے دیکھتا تو انہیں مسجد چلنے کی ترغیب دلاتا اور جب وہ نہ مانتے تو میں کبھی کبھی ان کے لئے رو رو کر دعا بھی کرتا۔ میں نے اسی ڈگر پر چلتے ہوئے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا۔ انہی ایام میں ہمارے علاقے میں پہلی مرتبہ جماعت الدعوۃ والتبلیغ کا ایک وفد آیا اور ان میں سے ایک مولوی نے جمعہ کی نماز کے بعد بڑا پُرتاثیر درس دیا۔ مجھے وہ درس اور مولوی صاحب کا طریق بہت پسند آیا۔ مجھے پتہ چلا کہ ان کا مقصد لوگوں کو مسجد میں لانا اور دینی احکام پر عمل کی ترغیب دلانا ہے۔ یہ بات تو قبل ازیں ہی میری طبیعت کا حصہ بن چکی تھی اس لئے میں ان کے ساتھ ہولیا اور پھر کئی سال اسی جماعت کا حصہ بنا رہا۔

### دجال۔۔ایک مختلف نقطۂ نظر

ایک روز مَیں سوشل میڈیا پر بعض دینی موضوعات کے بارہ میں ریسرچ کر رہا تھا کہ دجال کے موضوع پر کسی کا آرٹیکل میری توجہ کا مرکز بن گیا۔ لکھنے والے نے قرآن وحدیث سے نہایت مضبوط اور تسلی بخش دلائل کے ساتھ اپنا موقف پیش کیا تھا۔ میں نے اسے بالاستیعاب پڑھا اور بہت متاثر ہوا اور پھر جب میں نے اس میں مذکور دلائل کا ذکر اپنے دوستوں سے کیا تو انہوں نے بھی اسے پسند کیا۔ مجھے اس وقت تو یہ معلوم نہ تھا کہ اس آرٹیکل کے لکھنے والے کا تعلق کس مکتبۂ فکر سے ہے۔ تاہم قبول احمدیت کے بعد یہ بھید کھلا کہ وہ آرٹیکل ایک احمدی نے ہی لکھا تھا اور اس میں جماعت احمدیہ کا موقف ہی بیان کیا گیا تھا۔

### تنبیہ!!

چند سال گزرنے کے بعد ایک روز میں حسبِ عادت سوشل میڈیا پر بعض دینی موضوعات کی تلاش میں مصروف تھا کہ ایک ویب سائٹ پر ’’تنبیہ‘‘ کے عنوان سے ایک اعلان نظر سے گزرا جس میں ایم ٹی اے العربیہ نامی ایک چینل کو دیکھنے سے منع کیا گیا تھا۔

انسانی طبیعت عمومًا اسی بات کی کُنہ جاننے کی کوشش کرتی ہے جس سے اسے منع کیا جاتا ہے۔ میں نے جب اس چینل کے بارہ میں تحذیر پڑھی تو اس کی حقیقت جاننے کی خواہش نے مجھے اس چینل کو تلاش کرنے پر مجبور کر دیا۔ میرا خیال تھا کہ شاید یہ کوئی اسرائیلی چینل ہوگا جس کے بارہ میں عربوں کی طرف سے ایسا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ بہر حال باوجود کوشش کے مجھے یہ چینل نہ ملا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد میں نے اپنے ایک بیٹے سے اس کے بارہ میں پوچھا۔ اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا اور یوں بات آئی گئی ہوگئی۔

چند ہفتوں کے بعد میرے بیٹے نے آکر بتایا کہ اسے وہ چینل مل گیا ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے اسکی فریکوئینسی سیٹ کر دی اور میں اس کے پروگرام دیکھنے لگ گیا۔

### احمدیت سے تعارف

میرا تو خیال تھا کہ یہ کوئی غیر اسلامی چینل ہوگا لیکن اس پر تو اسلامی موضوعات پر بات ہو رہی تھی اور جو نقطۂ نظر پیش کیا جا رہا تھا وہ اگرچہ ہمارے مروّجہ طریق سے ہٹ کر تھا لیکن نہایت اطمینان بخش اور عقل وسوچ کے آفاق کھولنے والا تھا۔ ایسے مسائل میں وفات مسیح اور ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ سرفہرست تھا۔ پھر پروگرام الحوار المباشر اور أجوبة عن الإيمان دیکھا تو کئی ایسے امور بھی قرآن وحدیث کے قاطع دلائل کی روشنی میں واضح ہوتے گئے جن کی قبل ازیں سمجھ نہ آتی تھی۔ میں یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد بہت متاثر ہوا بلکہ میرے دل میں امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے نقوش ابھرنے لگے تھے۔ لیکن میرے سامنے ایک بڑا سوال یہ تھا کہ ان عقائد اور مفاہیم کا کیا کیا جائے جو آباء واجداد اور معاشرے کے ذریعہ ہم تک پہنچے تھے؟ کیا میں اس امام کی بیعت کرلوں جس کی صداقت میرے لئے روشن ہوچکی ہے اور جس کی بیعت کرنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب مسلمانوں کو وصیت فرمائی ہے، یا آنکھیں بند کر کے مولویوں کے پیچھے چلتا رہوں اور اسلام اور رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے عقائد کو ہی منافقانہ طور پر درست تسلیم کرتا رہوں؟!

### دعا اور راہنمائی

اس سوال کے جواب میں میرے سامنے سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہ تھا کہ عالم الغیوب خدا کی طرف رجوع کیا جائے جو حق وباطل میں فرق کر کے دکھلانے والا ہے اور یہ جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ میں نے نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی دعائیں کیں۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک غیر معمولی رؤیا سے نوازا۔ میں نے خواب میں سورۃ النساء کی اس آیت کو جلی حروف میں لکھے ہوئے دیکھا:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُواْ فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾

خواب میں مجھے اس آیت کا آخری حصہ یعنی ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ بہت زیادہ روشن موٹا اور واضح نظر آرہا تھا۔

گو میں ایم ٹی اے سے وفات مسیح کا مسئلہ تو سمجھ چکا تھا لیکن اس آیت کی مکمل تفسیر کبھی نہیں سنی تھی۔ ابھی میں اس بارہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک روز پروگرام لقاء مع العرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو اسی آیت کی مفصّل تفسیر فرماتے ہوئے سنا۔ میں حیران تھا کہ یہ اتفاق کیسے ہوسکتا ہے کہ وہی آیت جسے میں نے خواب میں دیکھا اور جس کی تفسیر جاننے کی خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی اسی آیت کی تفسیر انہی ایام میں مجھے ایم ٹی اے پر مل گئی۔ یقیناً یہ کوئی اتفاق نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میری ہدایت کا سامان تھا۔ بہر حال اس نشان کو دیکھ کر بھی میں نے کہا کہ ابھی شاید مجھے مزید واضح نشان کی ضرورت ہے۔

### آسمانی پانی کا نزول

میں نے دعا جاری رکھی۔ ایک روز میں مکرم فتحی عبد السلام صاحب کا ایک پروگرام دیکھ رہا تھا جس میں پیش کئے جانے والے مواد کو سن کر بہت متاثر ہوا۔ جب یہ پروگرام دیکھ کر سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فتحی عبد السلام صاحب سفید کپڑوں میں ملبوس آسمان کی جانب اڑتے جا رہے ہیں۔ پھر ایک معیّن بلندی تک پہنچنے کے بعد انہوں نے افقی سمت میں اڑنا شروع کر دیا۔ پھر وہ ایک مقام پر ٹھہر گئے جہاں ان کے اوپر چاند تھا اور کچھ فاصلے پر سورج تھا۔ پھر انہوں نے ایک بدلی کو پکڑا اور اسے لپیٹ کر ایک بڑی سی گیند کی شکل میں زمین پر پھینک دیا جو میرے قریب آکر گری۔ میں اس کو پکڑنے کے لئے دوڑ پڑا لیکن وہ گیند میرے سامنے تیزی سے لڑھکنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ لڑھکتے ہوئے یہ گیند جب بھی لوگوں کے پاس سے گزرتی تو وہ اسے پکڑنے کی بجائے اس سے دور بھاگنے لگتے۔ میں اس کے پیچھے بھاگتا رہا اور بالآخر اسے پکڑنے میں کامیاب ہوگیا۔

اس وقت اس خواب کی جو تعبیر میرے ذہن میں آئی وہ نہایت عجیب تھی۔ روحانی دنیا کے سورج سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان سے روشنی لے کر ابھرنے والا چاند مسیح موعود علیہ السلام ہیں، اور وہ بدلی جو آسمانی پانی پر مشتمل تھی دراصل وہ آسمانی پیغام ہے جو مسیح موعود علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ یوں پیغام واضح تھا کہ فتحی عبد السلام صاحب نے جو پروگرام پیش کیا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادم صادق کے نور سے اقتباس کے مترادف ہے۔ یہ پیغام برحق ہے اور ہر ایک تک پہنچ رہا ہے لیکن لوگ اس سے دور بھاگ رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پیغام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

دو سال بعد اس رؤیا کی عجیب تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ ایم ٹی اے پر فتحی عبد السلام صاحب کا ایک پروگرام شروع ہوا جس کا نام تھا: ’’فی سماوات القرآن‘‘، اس پروگرام کی ہر قسط کی ابتداء فتحی صاحب ان الفاظ سے کرتے کہ آیئے ہم آسمانِ قرآن کی فضاؤں میں پرواز کرتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے میرا رؤیا یاد آگیا جس میں فتحی صاحب کو آسمان کی فضا میں پرواز کرتے دیکھا تھا۔

واضح رؤیائے صالحہ اور ان کی تعبیر کا فہم عطا ہونے کے بعد انکار کی تو کوئی گنجائش نہ تھی تاہم میں اپنی کسی کمزوری کے باعث ابھی تک بیعت نہ کر سکا تھا۔

### احمدیت کی طرف آؤ!

اس دوران مَیں نے سوچا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق پر استخارہ بھی کر کے دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے آپ کی کتاب اتمام الحجۃ میں بیان ہونے والے طریق کے مطابق استخارہ کیا تو خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر فجر کی اذان دے رہا ہے۔ اس نے اذان مکمل کرنے کے بعد کچھ اس طرح کہا: حيّ على الأحمدية۔۔ حيّ على الأحمدية۔ انتبِهوا يا أهلَ الجريدة وهَلُمّوا إلى هذه العقيدة الفريدة۔ یعنی احمدیت کی طرف آؤ۔۔احمدیت کی طرف آؤ۔ اے اہلِ جریدہ اس منفرد عقیدہ کی طرف آجاؤ۔

مؤذن نے رؤیا میں اور بھی جملے کہے لیکن مجھے صرف یہی یاد رہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب میں جاگا تو محلے کی مسجد میں مؤذن فجر کی اذان دے رہا تھا۔

### بیعت

اس واضح رؤیا کے بعد میں نے بیعت کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ میں نے اپنے بیٹوں اور دیگر اہل خانہ کو جمع کر کے یہ رؤیا سنایا اور ان سے کہا کہ میں امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے لگا ہوں، تم بھی اس کی بیعت کے بارہ میں غور وفکر سے کام لو اور اس کام میں دیر نہ کرو۔

ایک ہفتے کے بعد میرا ایک بیٹا آیا اور کہنے لگا میں نے احمدیت کے بارہ میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا تو رؤیا میں دیکھا کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہوں۔ اس دوران ہماری بحث شروع ہوجاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ امام مہدی آچکے ہیں جبکہ میرا دوست اس کا انکار کرتا جاتا ہے۔ اتنے میں سفید لباس میں ملبوس ایک صالح شخص وہاں آتا ہے جو بحث کے بارہ میں جاننے کے بعد مجھ سے پوچھتا ہے کہ تم کونسی سورت کی تلاوت کر رہے ہو؟ میں بتاتا ہوں کہ سورت یوسف کی۔ پھر وہ میرے دوست سے پوچھتا ہے تو وہ بتاتا ہے کہ وہ سورت مریم کی تلاوت کر رہا ہے۔ اس پر صالح شخص مجھ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ بیٹا تم اور تمہارے والد صاحب حق پر ہیں کیونکہ سورت یوسف میں تمہارے موقف کی تائید میں زیادہ دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد میرے بیٹے نے بھی بیعت کرلی۔

### مخالفت کے بالمقابل نصرتِ الٰہی

بیعت کے بعد میری کمپنی کے ملازمین کی طرف سے مخالفت شروع ہوگئی اور مجھے کام سے فارغ کرنے کی دھمکیاں ملنی شروع ہوگئیں۔ لیکن جب بھی وہ غصہ میں آکر میرے ساتھ بات کرتے تو میرے دلائل کے سامنے لاجواب ہوجاتے۔ بالآخر انہوں نے میرے ساتھ قطع تعلق کرلیا۔ ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ میرے خلاف فتنہ کی آگ بھڑکانے والے آفیسر کی کسی کیس میں تنزلی ہوگئی اور اسے میری کمپنی سے تبدیل کر کے کسی اور جگہ بھیج دیا گیا۔

اسی طرح دو سال کے بعد میرے دوستوں میں سے بھی ایک نے بیعت کرلی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تائیدات اور نصرتوں سے نوازا اور میری مخالفت کرنے والوں کے لئے وہ خود ہی کافی ہوگیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

(باقی آئندہ)

# خطبۂ عید الاضحی

ہمارے حج، ہمارے جانوروں کی قربانیاں، ہماری عیدیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس وقت قبول ہوتی ہیں جب خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوں۔

آج عیدالاضحیٰ منانا ہم سب کے لئے، جن کو اس عید پر قربانی کرنے کی توفیق ملی ہے یا نہیں ملی، اس عہد کی تجدید کا دن ہونا چاہئے کہ اے خدا! حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے تیری رضا کے حصول کے لئے جس طرح کی قربانی کا معیار قائم کیا، ہم بھی اسی طرح کی قربانی کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی خاطر کی گئی قربانیوں کی محدود جزا نہیں دیتا بلکہ نسل در نسل بلکہ ہزاروں سال بعد بھی دعاؤں اور قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے جزا دیتا چلا جاتا ہے اور اس کا نظارہ دکھاتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ایک ایسا وجود پیدا فرمایا جو کسی محدود قوم کی اصلاح کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ پوری دنیا کی اصلاح کے لئے اور توحید دلوں میں بٹھانے کے لئے آیا تھا۔

ہم اس عظیم نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جو ہزاروں سال پہلے کی گئی قربانیوں کے عظیم الشان انعام کو پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین نبی اور رسول بن گئے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے اس پہلے گھر میں دوبارہ توحید کے قیام کے لئے قربانیوں کے لئے اچھوتے، نئے اور عظیم نمونے قائم کردیئے۔

---

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نے ایسے قربانی کرنے والے اور توحید سے چمٹ جانے والے جانثار پیدا کئے کہ گرم تپتی ریت پر ننگے بدن گرم پتھر سینے پر رکھوا کر تکلیف برداشت کرنا گوارا کر لیا لیکن دل میں قائم توحید پر آنچ نہ آنے دی۔ کوئلوں پر لیٹنا گوارا کر لیا لیکن خدائے واحد پر ایمان سے منہ نہ موڑا۔ پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ یہ قربانیاں کیا رنگ لائیں۔ صرف دس سال کے قلیل عرصے میں وہی ظالم جو دنیاوی وجاہت کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے، ان قربانیاں کرنے والوں کے زیرنگیں کر دیئے گئے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی قربانی کرنا اور اس کے لئے تیار ہونا ایک عظیم مقصد کے لئے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا قربانی کرنا بھی ایک عظیم مقصد کے لئے تھا۔ حکومتوں کے حصول کے لئے نہیں تھا اور کسی سیاسی وجہ کے لئے نہیں تھا

آج ہم احمدی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنے پر وارد کرتے ہوئے، اپنے پر لاگو کرتے ہوئے، ایسی بامقصد قربانیاں دینی ہیں اور اس کے لئے اپنی نسلوں کو بھی تیار کرنا ہے جو توحید کے قیام کے لئے ہوں، جو خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہوں، جو اسلام کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے ہوں، جو معاشرے کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہوں، جو آپس کے اتحاد کے لئے ہوں، جو معاشرے کا امن قائم کرنے کے لئے ہوں۔

---

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ اسلام کے ذریعہ سے دنیا کے امن کے قیام کا ایک عظیم اعلان تھا۔

احمدیوں کی شہادتیں تو انہیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی قربانیوں کی یاد دلاتی ہیں۔ پس آج اے احمدیو اور شہیدوں کے پیارو! تم خوش ہو کہ تمہارے پیارے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور تم اللہ اور رسول کے آخری فرمان کے مطابق حقیقی اور سچے مومن ہو اور آج حقیقی عیدالاضحیٰ صرف اور صرف تمہارے سے وابستہ ہے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ قربانیاں جو ہیں یہ ہمیشہ رنگ لاتی ہیں اور آج بھی ہماری قربانیاں ہی ہیں جو دنیا میں انقلاب عظیم برپا کرنے کا باعث بنیں گی۔ پس ان قربانیوں کی روح کو اپنے اندر سے کبھی مرنے نہ دیں کہ یہی روح پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔

خطبہ عیدالاضحیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28/نومبر 2009ء بمطابق 28/نبوت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایک اور عیدالاضحیٰ منانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اَضحی قربانی کو بھی کہتے ہیں اور اِس عید میں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی قربانیوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے بھیڑ بکری گائے وغیرہ کی قربانیاں مسلمان حسب توفیق کرتے ہیں اور بڑی کثرت سے کی جاتی ہیں۔ اور جن کو حج کی توفیق ملتی ہے وہ بیت اللہ کے حج پر بھی جاتے ہیں اور یہ حج بھی اسی قربانی کی یاد میں ہے جو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے دی۔ اس بے آب و گیاہ جگہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بچپن سے ہی قربانیاں لینی شروع کر دیں اور ان قربانیوں پر پورا اترنے پر پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جب دوبارہ اپنی بیوی اور بچے کو ملنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے گھر کی نشاندہی فرما کر اسے دوبارہ کھڑا کرنے کا حکم فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس پہلے گھر کی طرف دنیا کی توجہ پیدا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی قربانیوں کو بھی یاد رکھا جائے۔

پس عیدالاضحیٰ انہی قربانیوں کی یاد کی عید ہے۔ نیز حج جو ہے یہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے ان تین بزرگوں کی قربانیوں کو خدا تعالیٰ کی نظر میں قبولیت کا مقام حاصل کرنے پر دنیا کو یہ بتانے کے لئے بھی ہے کہ توحید کے قیام کے لئے بھی قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور دینی چاہئیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بھی قربانیوں کے تسلسل سے گزرنا پڑتا ہے۔ مومنین کی آپس کی محبت اور اکائی بھی صرف توحید سے وابستہ ہے اور اس کے لئے بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اسی طرح آپس کی محبت کو دلوں میں قائم کرنے کے لئے بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اگر تو اس اعلیٰ مقصد یعنی توحید کے قیام کے لئے حج کی ادائیگی کی جا رہی ہے، اگر اس اعلیٰ مقصد کے لئے دنیا بھر کے مسلمان عید قربان مناتے ہیں اور یہ عید مناتے ہوئے دنیا کے مختلف حصوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی پیش کر رہے ہیں اور نماز عید بھی ادا کر رہے ہیں تو یقیناً یہ ان قربانیوں کی یاد تازہ کر رہے ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

**روزوں کی فرضیت کی اس لئے اہمیت نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے مذاہب میں بھی روزے مقرر کئے گئے تھے بلکہ اہمیت اس بات کی ہے کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم برائیوں سے بچ جاؤ۔**

روزے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ ایک مہینہ تربیت کا مہیا کیا گیا ہے، اس میں اپنے تقویٰ کے معیار بڑھاؤ۔ یہ تقویٰ تمہارے نیکیوں کے معیار بھی بلند کرے گا۔ یہ تمہیں مستقل نیکیوں پر قائم بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی دلائے گا اور اسی طرح گزشتہ گناہ بھی معاف ہوں گے۔

آج جہاں دین کے نام پر نام نہاد علماء مسلمانوں سے ایسے کام کروا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سراسر خلاف ہیں اور تقویٰ سے دُور ہیں وہاں احمدی خوش قسمت ہیں کہ انہیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق ملی جنہوں نے ہمیں اسلام کی تعلیم کی ہر باریکی سے آگاہ فرمایا ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اور تقویٰ کا حصول کن کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ اور اپنی جماعت کے افراد سے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں؟ ان باتوں کو جاننے اور سمجھنے کے لئے مَیں نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے لئے ہیں جو اس وقت مَیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ وہ رہنما باتیں ہیں جو ہمیں ایمان میں بڑھاتے ہوئے تقویٰ پر قائم کرتی ہیں اور جس تربیت کے مہینے سے ہم تقویٰ کے حصول کے لئے گزر رہے ہیں ان کے لئے لائحہ عمل بھی مقرر کرتی ہیں۔

**حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقویٰ کے موضوع پر مختلف تحریرات وارشادات کا تذکرہ اور ان کے حوالہ سے احباب کو اہم نصائح**

مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم کاونٹری (یوکے) کی نماز جنازہ حاضر

اور مکرم حمید احمد صاحب ابن مکرم شریف احمد صاحب ضلع اٹک کی شہادت پر ان کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10؍ جون 2016ء بمطابق 10 احسان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرة:184) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہماری دنیا و عاقبت سنوارنے والی ہے اور وہ بات ہے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ پس روزوں کی فرضیت کی اس لئے اہمیت نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے مذاہب میں بھی روزے مقرر کئے گئے تھے بلکہ اہمیت اس بات کی ہے کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم برائیوں سے بچ جاؤ۔

روزہ کیا ہے؟ یہ ایک مہینہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو ان جائز باتوں سے بھی روکنا ہے جن کی عام حالات میں اجازت ہے۔ پس جب اس مہینہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جائز باتوں سے رُکنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان ناجائز باتوں اور برائیوں کو کرے۔ اگر کوئی اس روح کو سامنے رکھتے ہوئے روزے نہیں رکھتا کہ میں نے یہ دن اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے گزارنے ہیں اور ہر اس بات سے بچنا ہے جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر اس بات کو کرنا ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر یہ روح مدنظر نہیں، ہر وقت ہمارے سامنے نہیں اور اس کے مطابق عمل کی کوشش نہیں تو یہ روزے بے فائدہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں صرف بھوکا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم يدع قول الزور......الخ حدیث 1903)

روزے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ ایک مہینہ تربیت کا مہیا کیا گیا ہے، اس میں اپنے تقویٰ کے معیار بڑھاؤ۔ یہ تقویٰ تمہارے نیکیوں کے معیار بھی بلند کرے گا۔ یہ تمہیں مستقل نیکیوں پر قائم بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی دلائے گا اور اسی طرح گزشتہ گناہ بھی معاف ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایماناً واحتساباً ونیۃ حدیث 1901)

پس جب گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں اور پھر تقویٰ کو اختیار کر کے انسان اس پر قائم ہو جائے تو ایسا انسان یقیناً رمضان میں سے گزرنے کے مقصد میں کامیاب ہو گیا بلکہ اس نے اپنی زندگی کا مقصد پا لیا۔

تقویٰ کے فوائد جو ہمیں قرآن کریم میں ملتے ہیں اس میں ایک فائدہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ بیان فرمایا ہے کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدة:101) پس اے عقلمندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ، بامراد ہو جاؤ۔ پس کون ہے جو کامیابی حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ دنیا کی کامیابیاں تو یہیں رہ جاتی ہیں۔ اصل کامیابی تو وہ ہے جو اس دنیا کی بھی کامیابی ہے اور اگلے جہان کی بھی کامیابی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہارے میں عقل ہے تو سن لو کہ وہ کامیابی تقویٰ پر قائم ہونے سے ہی ملے گی۔ آج جہاں دین کے نام پر نام نہاد علماء مسلمانوں سے ایسے کام کروا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سراسر خلاف ہیں اور تقویٰ سے دُور ہیں وہاں احمدی خوش قسمت ہیں کہ انہیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق ملی جنہوں نے ہمیں اسلام کی تعلیم کی ہر باریکی سے آگاہ فرمایا ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ اور تقویٰ کا حصول کن کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ اور اپنی جماعت کے افراد سے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں؟ ان باتوں کو جاننے اور سمجھنے کے لئے مَیں نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے لئے ہیں جو اس وقت مَیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ وہ رہنما باتیں ہیں جو ہمیں ایمان میں بڑھاتے ہوئے تقویٰ پر قائم کرتی ہیں اور

جس تربیت کے مہینے سے ہم تقویٰ کے حصول کے لئے گزر رہے ہیں ان کے لئے لائحہ عمل بھی مقرر کرتی ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں۔اس کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت وقوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔یہ تمام قوتیں نفس امّارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں۔“ (یعنی بدی کی رغبت دلانے والی جو طاقتیں ہیں یا بدی کی طرف جانے کے لئے اور نیکیوں سے روکنے کے لئے جو خیالات انسان کے اندر آتے ہیں یہ انسان کے اندر کا شیطان ہے۔) فرمایا کہ”اگر اصلاح نہ پائیں گی تو“ (ان طاقتوں کو جو تمہارے اندر نفس امارہ کی صورت میں ہیں جو شیطان کی شکل میں ہیں اگر ان کی اصلاح نہیں کرو گے یا یہ قوتیں اصلاح نہیں پاتیں تو پھر کیا نتیجہ ہوگا کہ) ”انسان کو غلام کرلیں گی۔“ فرمایا کہ”علم وعقل ہی برے طور پر استعمال ہو کر شیطان ہو جاتے ہیں۔“ (علم ہے، بڑی اچھی چیز ہے۔انسان کی عقل ہے، انسان عقلمند ہو تو بڑے بڑے کام کرتا ہے۔لیکن اگر یہ علم اور انسان کی عقل جس پر انسان فخر کرنے لگ جائے، ان کو غلط کاموں کے لئے استعمال کرنے لگ جائے یا ان کو نیکیوں کے مقابلے پر کھڑا کر دے تو یہ شیطان ہو جاتی ہیں۔) فرمایا کہ متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور دیگر کُل قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 33۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

متقی کون ہے؟ اس کا ایسے موقع پر کیا کام ہے۔یہ چیزیں جو ہیں، علم ہے، عقل ہے یا دوسری چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہوئی ہیں، قویٰ دیئے ہوئے ہیں ان کو صحیح موقع پر استعمال کرنا، یہ متقی کا اصل کام ہے۔ورنہ اگر صحیح موقع پر استعمال نہیں ہورہیں تو یہی چیزیں انسان کو نقصان پہنچا دیتی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دُور لے جاتی ہیں، شیطان کے قریب کر دیتی ہیں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ”تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔اس کو حاصل کرو۔خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے“۔ (کسی بھی عمل میں دکھاوا نہ ہو۔ریاکاری نہ ہو، بناوٹ نہ ہو اگر یہ ہے تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں، چاہے وہ عبادت ہے، چاہے وہ قرآن کریم کی تلاوت ہے، چاہے وہ روزہ رکھنا ہے یا کوئی اور نیکی کا کام ہے۔) فرمایا ”مُتقی ہونا مشکل ہے۔مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تُو کیوں غصہ کرتا ہے“۔ (کوئی اگر تمہیں کہے کہ میرا قلم یہاں پڑا ہوا تھا تم نے اس کو چرایا ہے، اٹھالیا ہے تو تم اس وقت غصہ میں آ جاتے ہو۔کیوں؟) ”تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔“ (اگر نیکی ہے، اگر تقویٰ ہے تو پھر اس غصہ سے بچنا خدا کے لئے ہونا چاہئے۔ذرا سی بات پر اپنی اَنا کو سامنے نہ لے آؤ بلکہ اپنے عمل کو خدا کی رضا کے مطابق ڈھالو۔) فرمایا کہ”یہ طیش اس واسطے ہوا کہ رُو بحق نہ تھا۔“ (یہ غصہ کیوں آیا؟ اس لئے کہ تمہارا اصل مقصد خدا کی رضا نہیں تھی بلکہ تم اپنی اَنا کی طرف چل رہے تھے۔) ”جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آ جائیں وہ متقی نہیں بنتا۔“ فرمایا کہ”معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔اصل تقویٰ ہے۔“ (کوئی کہہ دے مجھے الہامات ہوتے ہیں یا معجزے دکھاتا ہوں۔تو یہ تقویٰ کی وجہ سے ایک ضمنی چیزیں ہیں۔اصل چیز تقویٰ ہے۔) ”اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔اُن میں شیطان کا حصّہ ہو سکتا ہے۔کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہَم ہونے سے نہ پہچانو“ (یہ نہ سمجھو کہ وہ بڑا متقی ہے۔اس کو بڑی خوابیں آتی ہیں۔بڑا نیک ہے۔الہامات ہوتے ہیں۔کشف ہوتے ہیں۔نہیں، بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو۔اگر اس کو جانچنا ہے کہ وہ الہامات یا خوابیں صحیح ہیں تو یہ دیکھو کہ اس میں تقویٰ بھی ہے کہ نہیں۔بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں مثلاً یہ مثال دی کہ کسی نے کہا کہ تم نے میری فلاں چیز اٹھالی تو اس کو غصہ آ گیا۔یہ طیش میں آنا، غصہ میں آنا اپنے حق کی خاطر دوسروں کو نقصان پہنچانا یہ چیزیں تقویٰ نہیں ہیں اور اگر یہ چیزیں نہیں ہیں اور پھر لاکھ کوئی کہتا رہے مَیں بڑی سچی خوابیں دیکھتا ہوں مجھے بڑے کشف ہوتے ہیں تو وہ سب غلط ہیں۔) فرمایا کہ”ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کے منازل کو طے کرو۔انبیاءؑ کے نمونہ کو قائم رکھو۔جتنے نبی آئے سب کا مدّعا یہی تھا کہ تقویٰ کا راہ سکھلائیں۔ اِنْ اَوْلِیَآءُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال: 35) مگر قرآن شریف نے تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔کمال نبی کا کمال امّت کو چاہتا ہے۔“ فرمایا ”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آنحضرتؐ پر کمالات نبوّت ختم ہوئے۔کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختمِ نبوّت ہوا۔جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خوارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 302-301۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ انقلاب ہمیں لانے کی ضرورت ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں، آپ کی اُمّت میں سے ہیں تو آپ کا اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے ہے اور اس کے لئے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے اور حقیقی تقویٰ پیدا ہو۔

پھر اس بات کی طرف بھی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے فرمایا کہ”تقویٰ اختیار کرو۔تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔“ (یہ نہیں کہ ظاہری بدی ظاہر ہورہی ہے بلکہ اگر کوئی شک بھی ہے کہ اس میں کوئی بدی ہو سکتی ہے تو اس سے بچو۔) فرمایا ”دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جن کو سُوَا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔“ (پنجاب میں، ہندوستان میں، پاکستان میں چھوٹی نہریں جو ہیں ان کو ان کی مقامی زبان میں سُوآ یا راجباہا کہتے ہیں۔ فرمایا کہ”دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔مثلاً زبان وغیرہ۔“ (زبان ہے، ہاتھ ہے یا جو دوسرے سارے کام ہیں جن کا دل کے اوپر اثر ہوتا ہے) فرمایا کہ”دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں مثلاً زبان وغیرہ۔اگر چھوٹی نہر یا سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔پس اگر کسی کو دیکھو کہ اُس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے۔“ (ملفوظات جلد دوئم صفحہ 321۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔اگر کسی کی زبان گندی ہے، روزے رکھنے کے باوجود لڑائی جھگڑوں اور گالم گلوچ سے باز نہیں آتا یا اس کے ہاتھوں سے غلط کام ہورہے ہیں تو سمجھ لو کہ اس کا دل بھی صاف نہیں ہے اور یہ تقویٰ سے دُور ہے۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرنی چاہئے، آپ فرماتے ہیں کہ:”اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔“ (بلاوجہ کا غصہ جو ہے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔غصہ اگر صحیح موقع اور محل کے حساب سے ہو تو جائز ہے لیکن ناجائز غصہ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ اور لڑائی جھگڑے ان سے بچو۔) فرمایا کہ”بڑے بڑے عارف اور صدّیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔“ (سب سے بڑا مشکل کام جو ہے وہ غضب سے بچنا، غصہ سے بچنا، اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا ہے۔) فرمایا ”عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے“ (یعنی تکبر اور غرور جو ہیں وہ غصہ میں سے پیدا ہوتے ہیں) ”اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔“ (اور غصہ بھی اس لئے آتا ہے کہ انسان میں تکبر پایا جاتا ہے۔غرور ہے۔اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے۔عاجزی نہیں ہے، مسکینی نہیں ہے اس لئے غصہ کی حالت پیدا ہوتی ہے اور یہ غصہ ہی ہے آجکل دنیا میں ہر جگہ گھروں سے لے کے بڑی سطح تک ہر جگہ اس نے فساد پیدا کیا ہوا ہے۔) فرمایا کہ”کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔“ فرمایا کہ”میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔“ (اگر کسی کو حقیر سمجھتے ہو، چھوٹا سمجھتے ہو، کم تر سمجھتے ہو، کسی قسم کا استہزاء کرتے ہو، کسی کو کم نظر سے دیکھتے ہو تو یہ چیزیں حقارت کے زُمرہ میں آتی ہیں اور یہ حقارت کا بیج جب دل میں قائم ہو جائے تو وہ بڑھتی ہے اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔فرمایا اس سے بچو۔) فرمایا کہ”بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے۔کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔(الحجرات:12)“ فرمایا کہ”تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔“ (یعنی اس طرح چڑ کے نام لینا یہ فعل کس کا ہے، کون لوگ یہ کام کرتے ہیں؟ جو دین سے دُور ہٹے ہوئے ہیں، جو صحیح راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔فاجر کون ہے صحیح راہ سے ہٹنے والا۔جھوٹا، گنہگار، بداخلاق، اطاعت سے باہر نکلا ہوا۔ایسے لوگ جو ہیں یہ فاجر کہلاتے ہیں۔) فرمایا ”یہ فعل فسّاق وفجّار کا ہے۔جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔مکرم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔(الحجرات:14)“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 36۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو فرماتے ہوئے کہ متقی کون ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

”خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔“ (متقی کون ہے؟ وہ جو ہر ایک سے اس طرح گفتگو کرتے ہیں جس طرح چھوٹا شخص، بچّہ بڑے سے بات کرتا ہے یا غریب، امیر سے بات کرتا ہے۔اس طرح گفتگو کرتے ہیں۔باوجود امیر ہونے کے، باوجود بڑے ہونے کے ان میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ وہ انتہائی عاجزی سے بات کرتے ہیں۔) فرمایا کہ”ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔“ آپ فرماتے ہیں کہ”گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ

تھے لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا ان صدقوں کے باعث جو اُن کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق وتقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اٹھائے لیکن پروانہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 37۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ پس یہ اُسوۂ حسنہ ہے جو ہمارے لئے بھی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ کس طرح سچی فراست اور سچی دانش حاصل کی جائے؟ فرمایا کہ ''سچی فراست اور سچی (عقل یا) دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نُور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش...... کبھی نصیب نہیں ہوسکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔'' فرمایا ''اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبّر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔'' (اب ایک طرف اگر کوئی شخص اپنے علم اور عقل کو غلط رنگ میں استعمال کرتا ہے تو اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عقل سے بھی کام لو۔ علم سے بھی کام لو اور سوچو اور تدبر بھی کرو اور آپ اسی بارے میں تاکید فرما رہے ہیں کہ قرآن کریم نے بار بار تاکیدیں فرمائی ہیں جو اس میں موجود ہیں۔) فرمایا کہ ''کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو۔'' قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس کی پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کرو، ترجمہ پڑھو، تفسیر پڑھو۔ رمضان کے دنوں میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ درس بھی ہیں اس کی طرف توجہ دو،) فرمایا ''اور پارساطبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لوگے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران:192)'' فرمایا ''تمہارے دل سے نکلے گا۔ اُس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 66۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک طرف علم اور عقل آجکل کے جدید لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے دُور لے جا رہی ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس عقل اور علم سے کام لوگے تو اللہ تعالیٰ کے وجود کا پتا لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صنّاعی کا پتا لگے گا۔ آجکل لوگ کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ خدا اس لئے نظر نہیں آتا کہ ان کے دین کی آنکھ اندھی ہے۔ اپنی عقل اور علم کو صرف دنیاوی معیار پر پرکھتے ہیں۔ صرف دنیا کی طرف توجہ ہے۔ اور دین سے اس لئے ہٹ گئے ہیں کہ ان کے دین فرسودہ اور پرانے ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی نہیں رہی۔ اس لئے اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے، عقل بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے دین میں تو ہمارے لئے قرآن کریم ہی کتاب ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے علم و معرفت سے پُر کتاب ہے۔ قرآن کریم پر غور اور تدبر پھر تقویٰ میں بڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی صنّاعی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور تقویٰ میں جب انسان بڑھتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ یعنی تقویٰ خدا تعالیٰ کو دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وجود پھر غور کرنے والے کو، تقویٰ میں ترقی کرنے والے کو پہاڑوں کی بلندی میں بھی نظر آتا ہے اور گہری گھاٹیوں میں بھی نظر آتا ہے۔ دریاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ کا وجود نظر آتا ہے اور سمندروں میں بھی نظر آتا ہے۔ چاند اور ستاروں میں بھی نظر آتا ہے۔ کائنات کے مختلف سیّاروں میں نظر آتا ہے۔ ایک حقیقی مومن صرف خشک عقل اور منطق پر نہیں چلتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اللہ تعالیٰ سے نور حاصل کرتا ہے۔ پس روزوں میں اس نور کی بھی ہمیں تلاش کرنی چاہئے کہ رمضان کا مقصد مادی چیزوں میں کمی کر کے، ظاہری غذا کو کم کر کے روحانی چیزوں کی تلاش ہے اور اس میں بھی ہمیں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر انسان تزکیۂ نفس کی کوشش کرے۔ اپنے نفس کو پاک کرنے کی کوشش کرے اور اپنے قویٰ اور طاقتوں کو پاکیزہ کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اپنے قویٰ اور طاقتوں کا صحیح استعمال کرنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی تطہیر کرو۔ ان کو پاک صاف کرو۔ اور یہی وہ تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اگر جماعت میں شامل ہوئے ہو، اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پھر پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ اسلام کی خدمت صرف باتوں سے نہیں ہوگی بلکہ ہمیں تقویٰ و طہارت اختیار کرنی پڑے گی۔ یہ جو مضمون چل رہا ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''اب مَیں پھر اپنے پہلے مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں یعنی صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا (آل عمران: 201) جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تا کہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسی طرح تم بھی تیار رہو۔'' (صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سرحدوں پر گھوڑے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ دشمن سے بچاؤ کے لئے فوج کھڑی کی جاتی ہے تا کہ دشمن ہماری سرحدوں میں داخل نہ ہو۔ فرمایا اسی طرح تم بھی فوجیوں کی طرح تیار رہو۔) ''ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔'' فرمایا کہ ''مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آ سکو'' (اللہ تعالیٰ کی پناہ کے مضبوط قلعہ میں آ سکو) ''اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔'' (جب اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاؤ گے تو پھر اس خدمت کا جو اسلام کی حفاظت کی خدمت ہے اس کا تمہیں موقع بھی ملے گا اور تمہارا حق بھی قائم ہو جائے گا کیونکہ تم نے اپنی اصلاح کی۔ تقویٰ پہ قائم ہوئے۔) فرمایا ''تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قَے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔'' (اسلام بدنام ہو رہا ہے۔)

اب آجکل چاہے ایک محدود گروپ ہی ہے بعض دہشتگرد یا غلط کام کرنے والے ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ چند آدمی ہیں یا چند گروپ ہیں، اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔ اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام کی ایسی تعلیم ہے۔ تو کسی کی اسلام کی طرف منسوب ہونے والی کوئی بھی حرکت بہرحال مخالفین کو، دشمنوں کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع دے گی۔) فرمایا کہ ''مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے مورد عتاب ہوئے۔ دل بیقرار ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراط مستقیم رکھتے ہیں اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں۔'' فرمایا ''پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقع نہ ملے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 78-77۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر تقویٰ کے اجزاء کے بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔'' (عُجب ہے۔ یعنی رعونت تکبر وغیرہ ہے۔ خود پسندی ہے۔ اپنی تعریفیں آپ کرنا۔ اپنی پروجیکشن کرنا۔ مال حرام ہے۔ فرمایا تقویٰ جو ہے اس میں) ''عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔'' (غرور اور تکبر خود پسندی مال حرام کھانے سے بچنا اور بداخلاقی سے بچنا یہ سب تقویٰ ہے۔) ''جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (المؤمنون:97)۔ اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔'' فرمایا ''یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

کہ مہربانی سے پیش آؤ کہ بیگانے بھی تمہارے حلقۂ احباب میں اس سے شامل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے آپ فرماتے ہیں کہ ''اصل بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں تب ہی کچھ بنتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔ خواہ مخواہ کے ظنّ فاسد کرنے اور بات کو انتہا تک پہنچانا بالکل بیہودہ امر ہے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ


Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خداتعالیٰ کی طرف رجوع کریں، نمازیں پڑھیں، زکوٰۃ دیں، اتلافِ حقوق اور بدکاریوں سے باز آئیں۔'' (دوسروں کے حق مارنے سے اور غلط کام کرنے سے، گندے کام کرنے سے، بدکاریاں کرنے سے باز آئیں۔) فرمایا کہ ''یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ بعض وقت جب صرف ایک شخص ہی بدی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ سارے گھر اور سارے شہر کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ پس بدیوں کو چھوڑ دو کہ وہ ہلاکت کا موجب ہیں۔...... اگر تمہارا ہمسایہ بدگمانی کرتا ہے تو اس کی بدگمانی رفع کرنے کی کوشش کرو اور اسے سمجھاؤ۔ انسان کہاں تک غفلت کرتا جائے گا۔'' فرمایا کہ ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے کیونکہ خوف و خطر میں مبتلا ہونے کے وقت تو ہر شخص دعا اور رجوع الی اللہ کر سکتا ہے۔'' فرمایا کہ ''سعادت مندی یہی ہے کہ امن کے وقت دعا کی جائے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 263،262۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ پس اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ ''اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔'' فرمایا کہ ''میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نفس بڑا مطہّر تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا میں تجھے رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی اور اسّی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں، اٹھا لائی اور کہا کہ ان مہروں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔ اس لئے چالیس مہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چالیس مہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں'' (قمیض کے اندر جو لباس پہنا ہوا تھا اس کے نیچے سی دیں) ''اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عندالضرورت اپنے صَرف میں لانا۔ سید عبدالقادر صاحبؒ نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں۔'' (سفر پہ جا رہا ہوں کوئی نصیحت فرما دیں۔) ''انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔'' (یہ نصیحت ہے اور ہمیشہ یاد رکھنا) ''اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سن کر آپ رخصت ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپؒ گزرے اس میں چند رہزن قزّاق رہتے تھے جو مسافروں کو لُوٹ لیا کرتے تھے۔ دور سے سید عبدالقادر صاحبؒ پر بھی اُن کی نظر پڑی۔ قریب آئے تو انہوں نے ایک کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپؒ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ فی الفور جواب دیا کہ ہاں چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں جو میری والدہ صاحبہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔'' (جیب کی طرح اندر سی دی ہیں۔) ''اُس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ ان کو اپنے امیر قزاقاں کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔'' (کہ میرے پاس اتنی مہریں ہیں۔) ''امیر نے کہا اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔ جب تلاشی لی گئی تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپؒ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تُو نے اس طرح پر اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپؒ نے فرمایا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔ روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا۔ مَیں جھوٹ کیوں بولتا۔ یہ سن کر'' (امیر جو تھا ڈاکوؤں کا) ''امیر قزاقاں رو پڑا اور کہا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔ میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کر لی۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 80-79۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ بات ہمیں بھی اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ہم نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا ہے کہ دین بگڑ گیا اور اسلام کی صحیح تعلیم پر کوئی نہیں چل رہا تھا۔ اگر اسلام کی صحیح تعلیم پر ہم نے چلنا ہے تو مسیح موعود کو مانو۔ ہم نے اس لئے مانا ہے۔ اس کے بعد پھر کیا ہم نے اپنی برائیاں چھوڑ دی ہیں؟ جھوٹ ایک ایسی برائی ہے جو بظاہر معمولی لگتی ہے لیکن بہت بڑی ہے اور اگر اس واقعہ کے معیار پر پرکھیں تو اکثر شاید اس برائی میں مبتلا ہوں۔ پس بیعت اور تقویٰ کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس برائی سے بچیں اور یہاں باہر کے ممالک میں جو آ رہے ہیں ان میں بہت سارے ایسے ہیں جو آئے بھی اس لئے ہیں کہ دین کی وجہ سے باہر نکلے ہیں۔ اپنے ملک میں ان کو دین پر عمل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ آزادی سے اپنے دین کے اظہار کی اجازت نہیں تھی۔ تو ہمیں خاص طور پر مغربی ممالک میں رہنے والوں کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کہ ہمارا ہلکا سا بھی کوئی فعل ایسا نہ ہو جس سے یہ اظہار ہوتا ہو یا ہماری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جس سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے یا اپنی اس غلط بیانی کرنے کی وجہ سے ہم غلط قسم کے فائدے اٹھا رہے ہیں۔ پس تقویٰ کے معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ کو کس طرح انصاف سے استعمال کیا جائے اور ان کو استعمال کرنے سے ہی انسان کی نشوونما ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے۔ ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔'' (ان کو انصاف سے استعمال کرنا اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔ ان کو بڑھانا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانا ہے۔ ان کو صحیح رکھنا ہے تو ان کا جائز استعمال ضروری ہے۔) فرمایا ''اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیۂ نفس کرایا جیسے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:2).'' فرمایا کہ ''متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا کہ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرۃ:6)۔ یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اُسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔'' راتوں کو عبادتیں کر رہے ہیں۔ نماز میں اگر خیالات آتے ہیں تو دوبارہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پھیرتے ہیں۔ ان خیالات کو جھٹک دیتے ہیں۔ یا کبھی نمازوں کی طرف توجہ نہیں رہتی کہ نمازیں وقت پر پڑھنی ہیں تو پھر اپنی اصلاح کرتے ہیں اور نمازیں وقت پر ادا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ایسے لوگ ہی پھر فلاح پانے والے ہوتے ہیں اور خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔) فرمایا ''باوجود خطراتِ نفس بلاسوچے گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔'' (جب ایمان بالغیب ہوتا ہے تو پھر یقین بھی ہو جاتا ہے۔ ایسا ایمان ہو جاتا ہے جو یقین تک پہنچ جاتا ہے۔) فرمایا ''یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔'' (یعنی تقویٰ کے بارے میں ساری جو متعلقہ نصیحتیں تھیں وہ بھی دے دیں۔) ''سو ہماری جماعت یہ غمِ کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کے بارے میں آپ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔'' (باتیں وہ کیا کر رہا ہے عمل کیا کر رہا ہے۔ آپس میں مطابقت ہے؟ ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا مختلف ہیں؟) ''پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضبِ الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔'' (اگر دل گندہ ہے۔ اپنا عمل اس کے مطابق نہیں ہے پھر چاہے جتنی مرضی ہم نیک باتیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں) ''بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔'' (اللہ تعالیٰ سب کو اس سے بچائے۔) فرمایا ''پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔'' فرمایا کہ ''بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔'' (جنگ بدر میں) ہر طرح فتح کی امید تھی'' (اب وہ پیشگوئی تھی اللہ تعالیٰ نے کہا تھا فتح دوں گا) ''لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 11۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہمارے لئے بھی بڑے خوف کا مقام ہے۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے ترقی کے وعدے کئے ہیں، کامیابی کے وعدے کئے ہیں، غلبے کے وعدے کئے ہیں لیکن ہمیں اس کا حصہ بننے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رُوبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔'' (پرانی بیماریاں تھیں لیکن اب ایسے شخص سے منسوب ہو گئے ہیں جس کا ماموریت کا دعویٰ ہے۔ اب جب اس کی طرف منسوب ہو گئے تو اس لئے منسوب ہوئے تا کہ ان چیزوں سے اور مصیبتوں سے نجات پائیں۔) آپ فرماتے ہیں ''آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دکھ نہ اٹھایا جاوے بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک'' (داغ ہے۔ گناہ کا بھی ایک داغ ہے۔ اپنی کمزوری اور گناہ کا ایک) ''سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔'' فرمایا کہ ''صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ (اگر چھوٹی چھوٹی

غلطیاں ہیں، گناہ ہیں۔ انسان سمجھتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں کی، سستی دکھائی۔ ان کو ٹھیک کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری طرح عمل نہ کیا اور ان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہ کیا تو کیا ہوگا؟ یہ سستیاں پھر بڑے گناہ بن جاتے ہیں)۔ فرمایا ''صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 10۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یہ چھوٹے گناہ ہی ہیں جو بڑے گناہ بنتے ہیں اور پھر انسان کو سیاہ کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے اس خاص ماحول میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے وہ افراد بنیں جو ہر قسم کی برائیوں سے بچنے والے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے ہر عمل کو ڈھالنے والے ہوں اور اس مہینے سے ایسے پاک ہو کر نکلیں اور نیکیوں پر ایسے قائم ہوں کہ ہماری چھوڑی ہوئی برائیاں یا چھوٹی ہوئی برائیاں پھر دوبارہ کبھی عود کر کے نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے جو مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم کاونٹری یوکے کا ہے۔ 8؍جون کو ایک لمبی علالت کے بعد 60 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق جہلم پاکستان سے تھا۔ 2001ء میں یوکے آئیں۔ نیک خاتون تھیں۔ نمازوں کی پابند، خلافت سے عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں کی بھی صحیح رنگ میں تربیت کی۔ جماعت سے وابستہ رکھا۔ اور خاص طور پر نمازوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ بھی تھیں۔ ان کے لواحقین میں ان کی والدہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ غائب ہے جو مکرم حمید احمد صاحب شہید ابن مکرم شریف احمد صاحب ضلع اٹک کا ہے۔ مکرم حمید احمد صاحب ابن مکرم شریف احمد صاحب کی عمر 63 سال تھی۔ اٹک میں رہتے تھے۔ ان کو مخالفین احمدیت نے 4؍جون کو دوپہر اڑھائی بجے ان کے گھر کے باہر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق 4؍جون کو مکرم حمید صاحب نماز ظہر ادا کرنے کے بعد مسجد سے گھر واپس آئے اور گھر کے گیٹ پر آ کر موٹر سائیکل کا ہارن بجایا۔ ان کی بیٹی گھر کا دروازہ، باہر کا گیٹ کھولنے کے لئے آ رہی تھیں کہ اس دوران نامعلوم حملہ آور آئے اور حمید صاحب پر انتہائی قریب سے فائرنگ کر دی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ حمید صاحب کو ایک گولی لگی جو چہرے کے دائیں جانب سے لگی اور سر کے پیچھے سے باہر نکل گئی۔ گولی لگنے کے نتیجہ میں حمید صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم میاں محمد علی صاحب آف لویری والا ضلع گوجرانوالہ کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1923ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور شہید مرحوم 15؍مئی 1953ء کو لویری والا ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ایف اے تک تعلیم وہیں انہوں نے حاصل کی۔ پھر سنجوال فیکٹری اٹک میں ملازمت اختیار کی۔ دوران ملازمت شہید نے گریجوایشن مکمل کیا اور ساتھ ساتھ DHMS کا کورس بھی کیا۔ ہومیو پیتھی کی پریکٹس بھی کرتے تھے۔ 26 سال سروس کرنے کے بعد شہید مرحوم نے ریٹائرمنٹ لے لی اور پھر اٹک شہر میں ہومیو پیتھک کلینک کھولا۔ مرحوم کی شادی 1982ء میں محترم امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب سے ہوئی تھی جو ربوہ کے تھے۔ ان کی دوکان ربوہ کلاتھ سٹور کے نام سے مشہور تھی۔ ان کی بھی وفات چار سال قبل ہو گئی تھی۔ بیمار تھیں۔ مرحومہ گورنمنٹ کالج اٹک میں بطور لیکچرر کام کر رہی تھیں۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ دعوۃ الی اللہ، مہمان نوازی، ہمدردی، غریبوں کی مدد، عہدیداران کی اطاعت بڑے نمایاں وصف تھے۔ بڑے فعّال داعی الی اللہ تھے۔ لازمی چندہ جات کی ادائیگی اور دیگر تمام مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ سنجوال فیکٹری میں ملازمت کے دوران اپنے ایک ساتھی کی بیعت کروائی جس کے بعد اس شخص کی ساری فیملی بھی جماعت میں شامل ہو گئی۔ اس طرح ایک خاندان کے نو افراد نے بیعت کی جس پر فیکٹری میں ان کی مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ شہید مرحوم گورنمنٹ کی طرف سے الاٹ شدہ کوارٹر میں رہتے تھے۔ مخالفین نے ان کے گھر پر پتھراؤ پر بھی کیا۔ آخر کار فیکٹری کی انتظامیہ نے حمید صاحب اور ان کے ساتھی نومبائع کا سنجوال فیکٹری سے واہ فیکٹری ضلع راولپنڈی تبادلہ کر دیا۔ شہید مرحوم کو کچھ عرصہ سے مخالفت کا سامنا تھا۔ جنوری 2015ء میں ایک شر پسند نے مسجد اٹک اور ان کے کلینک کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ بہر حال چوکیدار کے بروقت آ جانے پر وہ شخص بھاگ گیا۔ اس واقعہ کے دو روز بعد اس شر پسند نے دوبارہ ان کے کلینک کو آگ لگانے کی کوشش کی اور موقع پر پکڑا گیا۔ بعد میں پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔

ان کے بیٹے نوید احمد صاحب یہاں ہیں۔ وہ والد کے جنازے پہ جا نہیں سکے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد خلافت کی اطاعت کرنے والے انسان تھے۔ بڑے دلیر انسان تھے۔ دعوت الی اللہ کرنے والے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کو خود بھی پڑھتے تھے اور ہمیں بھی تلقین کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کرتے اور اس کی تلقین کرتے۔ یہاں بھی کئی دفعہ جلسہ پر آ چکے تھے اور ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ مسجد فضل میں آ کے اپنی نمازیں باجماعت ادا کریں۔ ان کی چھوٹی بیٹی سلمہ نزہت کہتی ہیں کہ والد صاحب دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے اور ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ شہادت سے تقریباً ہفتہ پہلے یہی کہتے تھے کہ بیٹی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اور پھر ساتھ ہی نیکیوں کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ اور ان کی ایک بیٹی فصاحت حمید صاحبہ ہیں وہ کہتی ہیں ایک خوبی یہ تھی کہ جمعہ کا خطبہ جو یہاں سے لائیو سنا جاتا تھا اس کی ریکارڈنگ کر کے، آڈیو ریکارڈنگ کر کے واٹس ایپ (WhatsApp) پر پھر دوستوں کو بھجوایا کرتے تھے۔

ان کے دوسرے بیٹے سعید احمد صاحب ہیں ان کا بھی یہی کہنا ہے۔ وہی خصوصیات ساروں نے لکھی ہیں انتہائی نیک اور نیکیوں کی تلقین کرنے والے، جرأت مند اور دعوت الی اللہ کرنے والے تھے۔ پاکستان کے حالات میں دعوت الی اللہ بڑا مشکل کام ہے۔ ظہور احمد صاحب جو ہمارے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں ہیں، مربی ہیں ان کے یہ بہنوئی تھے اور یہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ جماعتی ذمہ داریوں کو بڑی محنت اور دیانتداری سے ادا کرتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر جماعت کی خدمت کی کوشش کرتے تھے۔ ہر تحریک پر حصہ لینے والے، بچوں کو بھی خلافت اور جماعت کے ساتھ پختہ تعلق رکھنے کی تلقین کرنے والے تہجد گزار، نیک، لمبی دعائیں کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ وہاں بہر حال ان کے بچوں کو بھی خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنے باپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

## بقیہ رپورٹ دورۂ سویڈن از صفحہ نمبر 20

از صفحہ نمبر 20

بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن ہم امن پسند لوگ ہیں۔ جب دو مساجد میں ہمارے سو کے قریب احمدی مار دیئے گئے اس وقت بھی ہم نے کسی قسم کا بدلہ لینے کی کارروائی نہیں کی۔ ہم امن کے ساتھ رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ حکومت نے بعض لوگوں کو گرفتار بھی کیا جو اِن حملوں میں ملوّث تھے لیکن ان میں سے بعض کو تو سزا دی گئی اور بعض کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا اور بعض کو ہر قسم کے الزام سے بری قرار دے کر آزاد کر دیا گیا۔ اس وقت بھی ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ملک کا قانون ہمارے خلاف ہے۔ پس یہی ہمارا طریق ہے اور ہم اسی طرح سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔

**۞......موصوفہ نے کہا کہ آپ نے مذہبی آزادی کی بات کی ہے جس سے مَیں سمجھی ہوں کہ آپ لوگ جہاں بھی رہتے ہیں ایک اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مسلم دنیا میں ایک اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ مگر یہاں یورپ میں تو بعض خاص نسلوں یا مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں جن کا شمار یہاں اقلیتوں میں ہوتا ہے مگر آپ لوگ تو ہمیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں جس طرح سنّیوں یا شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لئے یورپ میں ہم مسلمان اقلیت ہیں نہ کہ احمدی اقلیت۔

**۞......موصوفہ نے کہا کہ ایک اقلیت کی حیثیت سے ہمیشہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ آپ کو اپنی گردونواح میں بسنے والی اکثریت کے رسوم و رواج میں کس حد تک ڈھالنا ہوگا؟ حال ہی میں ایک مسلمان سیاستدان کے خواتین کے ساتھ مصافحہ نہ کرنے پر ہونے والی بحث کا آپ کو علم ہوگا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے گردونواح میں رہنے والی کمیونٹی کی توقعات مثال کے طور پر عورت سے ہاتھ ملانا وغیرہ آپ کی مذہبی آزادی کو کب اور کس طرح فسخ کرتی ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہم یہاں اور یورپ میں جہاں کہیں بھی ہیں معاشرہ کا بھرپور حصہ ہوتے ہیں۔ آپ یہاں بھی اگر ہمسایوں سے پوچھیں گو کہ یہ ایک فارم ہے جہاں بہت زیادہ آبادی نہیں ہے مگر دوسرے قصبوں اور شہروں میں احمدی ہر جگہ معاشرہ کا بھرپور حصہ ہیں۔ آپ صحافی ہونے کی حیثیت سے بتائیں آپ کے نزدیک integration کی کیا تعریف ہے؟ آپ کے نزدیک integration کی تعریف اَور ہے اور میرے نزدیک اَور ہے۔ میرے خیال میں اگر مَیں ملکی قانون پر عمل کرتا ہوں، ملک کے ساتھ وفادار ہوں، ملک کے شہریوں کے حقوق ادا کرتا ہوں اور اس ملک کی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کرتا ہوں تو میرے نزدیک مَیں اس ملک میں integrated ہوں اور اس ملک کا حصہ ہوں۔ اور یہی بات میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے سیکھی ہے کہ وطن سے محبت آپ کے ایمان کا حصہ ہے۔ ہاتھ ملانا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو ثقافتی، روایتی اور بسا اوقات مذہبی چیز ہے۔ اگر مَیں ایک مذہبی انسان ہوں اور میرا مذہب مجھے تعلیم دیتا ہے کہ عورت کی عزت کی خاطر اس کے ساتھ ہاتھ نہیں ملانا۔ میرا مذہب کہتا ہے کہ عورت کے ساتھ ہاتھ نہ ملاؤ اور اس کی حد سے زیادہ عزت کرو تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن اس کو جھوٹی شہرت کی خاطر مسئلہ بنایا جا رہا ہے اور اسے دیگر مسائل کی نسبت زیادہ اچھالا جا رہا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:**

مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کا رواج ہے۔ اگر میں آپ سے ہاتھ نہیں ملاتا تو اس سے معاشرے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس سے آپ کے جذبات مجروح نہیں ہوتے۔ اگر میرا مذہب کہتا ہے کہ عورت کے ساتھ اس کی عزت کی خاطر ہاتھ نہ ملاؤ تو اس تعلیم کے پیچھے بھی کوئی حکمت ہے جسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ مگر مجھے پتہ ہے کہ میری اپنی روایات ہیں، میری اپنی تعلیمات ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں اور دوسروں کو چاہئے کہ وہ میری روایات کو برداشت کریں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ integrate کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ آج کی دنیا میں ہر ملک میں مختلف مذاہب کے پیروکار رہتے ہیں اور ہر مذہب کے اپنے طور طریقے ہیں جن کے ساتھ ہمیں سمجھوتہ کرنا ہوگا۔ اگر آپ مذہبی آزادی سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو گردونواح کے معاشرہ کو اس آزادی کو تسلیم کرنا ہوگا۔ اگر معاشرہ کی طرف سے تقاضے بڑھتے چلے جائیں تو ایک نقطہ ایسا بھی آئے گا جب آپ کو مذہبی آزادی نہیں حاصل ہوگی۔

**۞...... بعد ازاں موصوفہ نے سوال کیا کہ آپ نے بتایا کہ تبلیغ بھی آپ کے مشن کا حصہ ہے۔ تو کیا سویڈن میں بھی تبلیغ آپ کے مشن کا حصہ ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سویڈن میں بھی ہم تبلیغ کر رہے ہیں اور بعض سویڈش لوگ ہماری جماعت میں شامل بھی ہوئے ہیں۔ صرف

پاکستانی یا ایشین لوگ ہی احمدی نہیں ہیں بلکہ سویڈن میں بھی اور دنیا کے دیگر ممالک میں بھی لوکل افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہورہے ہیں۔

**❁......اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک تبلیغ کا کام کتنی اہمیت کا حامل ہے؟**

**اس کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہم نے تو یہ پیغام پھیلانا ہے۔ جب انبیاء آتے ہیں تو وہ یہ مشن لے کر آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا پیغام دیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمارا کام بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب کرنا ہے۔ پس تبلیغ کا کام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ جو لوگ دیکھتے ہیں کہ ہماری تعلیمات اچھی ہیں وہ ہمارے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے لاکھوں کی تعداد میں ہر سال لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں بھی جرمنی اور یورپ کے بعض دیگر حصوں میں کافی لوگ ہماری جماعت میں شامل ہورہے ہیں۔

**❁......موصوفہ نے کہا تبلیغی کاموں کے حوالہ سے کچھ مزید بتاسکتے ہیں کہ یہ کتنا وسیع ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تقریباً 207 ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور جن ممالک میں احمدیوں کی زیادہ تعداد ہے اُن ممالک کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ وہاں ہماری مساجد ہیں۔ ہم اپنا پیغام پھیلارہے ہیں اور آئندہ بھی پھیلاتے رہیں گے (انشاء اللہ)۔ اس تبلیغ کے نتیجہ میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا لاکھوں کی تعداد میں ہر سال لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ تبلیغ کے ذریعہ ہم اسلام کی اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں، ایک دوسرے کی عزت و احترام کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ قرآن کریم میں عورتوں کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے، عورتوں کو وراثت کا حق دیا گیا ہے، عورت کو خلع کا حق دیا گیا ہے۔ یورپ میں تو یہ حقوق چند دہائیاں پہلے دیئے گئے تھے۔ پس یہ وہ تعلیمات اور قرآنی احکام ہیں جن پر ایک سچا مسلمان عمل پیرا ہوتا ہے۔ جب لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ آکر شامل ہوجاتے ہیں۔ ہمارا مقصد اس پیغام کو دنیا کے مختلف حصوں تک لے کر جانا ہے اور یہی کام ہم کررہے ہیں۔

**❁......اس کے بعد موصوفہ نے پوچھا کہ جمعہ کے روز آپ کا خطبہ لائیو نشر ہوگا۔ اس خطبہ میں آپ کیا پیغام دیں گے؟**

**حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ** میرا خطبہ مسجد کے حوالہ سے ہی ہوگا۔ بالعموم جب میں کسی مسجد کا افتتاح کرتا ہوں تو میں مسجد کی اہمیت کا موضوع لیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ یہ مسجد کس طرح بنی اور جماعت نے اس مسجد بنانے کیلئے کس طرح قربانیاں کیں۔ ہماری کیا تعلیمات ہیں اور کس طرح ہم سب کو اکھٹے ہوکر اپنے خالق کے سامنے جھکنا چاہئے۔ تو میرے خطبہ کا موضوع مسجد ہی ہوگا۔

**❁......موصوفہ نے کہا کہ میرے علم میں آیا ہے کہ آپ یہاں پر مختلف فیملیز کا انٹرویو بھی کریں گے۔ یہ کتنا اہم ہے؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** انٹرویو تو نہیں فیملیوں کے ساتھ ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ احمدیوں کے دل میں خلافت کیلئے بہت محبت ہوتی ہے اور خلافت کو بھی جماعت کے لوگوں سے بہت پیار ہوتا ہے جس طرح آپ کو اپنے بچوں سے پیار ہوتا ہے۔

یہ چاروں انٹرویوز بارہ بجکر 40 منٹ پر ختم ہوئے۔

## انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعدازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 15 فیملیز کے 46 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ ان تمام فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقات کرنے والی ان فیملیز میں سے آٹھ فیملیز کا تعلق سویڈن کی جماعت لولیو (Lulea) سے تھا اور یہ فیملیز 1510 کلومیٹر کا طویل ترین فاصلہ طے کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ان میں سے بعض فیملیز ایسی بھی تھیں جو اپنی زندگی میں پہلی بار حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پارہی تھیں۔ آج کا دن ان کی زندگی میں ایک انتہائی یادگار اور سعادتوں سے بھرا ہوا دن تھا جب انہوں نے پہلی بار اپنے پیارے کے قرب میں چند گھڑیاں گزاریں اور انتہائی قریب سے دیدار کی سعادت پائی اور اپنے آقا سے باتیں کیں۔

لولیو (Lulea) کا علاقہ سویڈن کے انتہائی شمالی علاقوں میں سے ہے۔ یہاں دسمبر 2007ء میں جماعت قائم ہوئی اور اب امسال اپریل میں جماعت نے ایک عمارت بطور سینٹر حاصل کرلی ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں گرمیوں میں رات صرف نصف گھنٹہ کی ہوتی ہے یعنی ساڑھے تیئس گھنٹے کا دن ہوتا ہے اور سردیوں میں رات ساڑھے بائیس گھنٹہ کی ہوتی ہے اور صرف ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل دن ہوتا ہے۔ یہاں جماعت کی تجنید 52 افراد پر مشتمل ہے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں دو بجے دوپہر حضورانور نے ''مسجد محمود'' میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

## انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 16 فیملیز کے 61 افراد اور 9 احباب نے انفرادی طور پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔ اس طرح مجموعی طور پر 70 افراد نے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقات کرنے والے ہر شخص نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں 9 بجکر 15 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## اخبار میں کوریج

**ڈنمارک کے لوکل اخبار Hvidover Avis نے اپنی 10 مئی 2016ء کی اشاعت میں حضورانور اور مسجد نصرت جہاں کی نمایاں تصویر کے ساتھ درج ذیل عنوان پر مشتمل آرٹیکل شائع کیا۔** (اس اخبار کے قارئین کی تعداد پچاس ہزار ہے)

**50 سال قبل اس مسجد کی تعمیر ہوئی۔ عالمی جماعت کے امام نے جب مسجد نصرت جہاں کا دورہ کیا تو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کا سلوگن مرکزی اہمیت کا حامل تھا۔**

مشرق وسطیٰ سے باہمی مقابلہ کی خبروں کے باوجود گزشتہ ہفتہ مسجد نصرت جہاں میں خوشی کا سماں تھا۔ مسجد نصرت جہاں۔ ڈنمارک کی پہلی مسجد۔ بلکہ نارتھ کے ممالک کی پہلی گنبد نما مسجد جو پُرسکون رہائشی علاقہ میں Eriksminde Alle اور Kirkegade کے کونے میں واقع ہے کی تکمیل کے پچاس سال پورے ہونے پر ایک تقریب منائی گئی۔

اس موقع پر عزت مآب خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد جو انٹرنیشنل احمدیہ مسلم جماعت کے عالمی لیڈر ہیں موجود تھے۔ یہ جماعت اسلام میں ایک اصلاح یافتہ جماعت ہے۔ 207 ممالک میں ان کے کئی ملین پیروکار ہیں۔ مخالفت اور مسلمانوں میں ایک اقلیتی جماعت ہونے کے باوجود یہ مسلمانوں میں ایک سب سے بڑی مسلم تنظیم ہے جو ایک عالمی روحانی لیڈر، خلیفہ کے ساتھ منسلک ہے۔

گزشتہ دنوں Hvidover کونسل کے میئر اور بعض دیگر ممبران کونسل نے عزت مآب سے ملاقات کی جس میں خلیفہ کا یہ پیغام تھا کہ امن کی خاطر ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے۔ امن اس وقت کی نہایت اہم ضرورت ہے۔ انسانوں میں برابری مذہب سے پہلے ہے۔ یہ دوسرا پیغام تھا۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ہم سب ایک دوسرے کو ماردیں تو پھر مذہب پر عمل کرنے کے لئے کون بچے گا۔ اس امر پر زور دیتے ہوئے انہوں نے یہ بات دوبارہ دہرائی کہ انسانیت میں مساوات، مذہب سے پہلے ہے۔

1966ء سے یہ مسجد Hvidover کے اس پُرسکون رہائشی علاقہ میں ایک خوبصورت آرکیٹیک ہے۔ اور یہ سینٹر کئی دہائیوں سے ڈنمارک میں ایک مثبت مذہبی اور کلچرل انسٹی ٹیوشن کے طور پر، فراخ دلی، ہمدردیٔ خلق اور باہم مل جل کر رہنے جیسی خوبیوں کے ساتھ کام کررہا ہے۔ اور ان خوبیوں کی وجہ سے اَن گنت لوگ اسے وزٹ کرتے ہیں۔ جن میں عام وزٹ کرنے والے، مختلف عقیدہ و مذہب رکھنے والے، منسٹرز، ایمبیسیڈرز اور ممبران پارلیمنٹ سبھی شامل ہیں۔ اس ملک کے امام اور صدر احمدیہ مسلم جماعت کا کہنا ہے کہ آئندہ پچاس سالوں کے لئے بھی ہماری یہی خواہش ہے کہ ہم معاشرہ میں اس کام اور خدمت کو پہلے سے بڑھ کر بجالانے والے ہوں۔

احمدیہ مسلم جماعت، اسلام میں عالمی سطح پر ایک پُرامن اور فعال جماعت ہے۔ جس کا مقصد امن کی خاطر کام کرنا ہے۔ اس کی بنیاد 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد آف انڈیا (1835ء۔1908ء) نے رکھی جس نے اس زمانہ کے لئے مذہبی ریفارمر ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان کی یہ کوشش تھی کہ انفرادی طور پر ہر ایک کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہوجائے۔ اور بہت سے غلط عقائد جو مرور زمانہ کی وجہ سے راہ پاچکے تھے اور اسلام کا ایک حصہ بن چکے تھے انہیں دور کیا۔ مثال کے طور پر انہوں نے تلوار کے جہاد کی بجائے قلم کے جہاد کے بارہ میں دلائل دیئے۔ علاوہ ازیں انہوں نے 80 سے زائد کتب تحریر کیں۔

ڈنمارک میں 1950ء کی دہائی سے اسلام احمدیہ جماعت ملک کی سب سے قدیمی تنظیم ہے۔ علاوہ دیگر امور کے 1967ء میں سب سے پہلا ڈینش ترجمہ قرآن بھی شائع کیا۔ اور نارتھ میں سب سے پہلی گنبد نما مسجد کی تعمیر ان کی خواتین کی تنظیم نے Hvidover میں کی۔ یہ مسلم برائے امن کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ اور علاوہ دیگر ڈائیلاگ میٹنگز، نمائش، چیرٹی کے لئے فنڈز کے حصول، بلڈ ڈونیشن، اور بے گھروں کو کھانا کھلانے جیسے کام سرانجام دیتے ہیں۔ امام کا کہنا ہے کہ ہمارا مقصد ہر سطح پر امن کے لئے کام کرنا ہے۔ اور 207 ممالک میں جہاں ہماری جماعت قائم ہے، ہمارے کئی ملین ممبران معاشرہ میں خوب فعّال ہیں اور مثبت رنگ میں معاشرہ میں مفید کام کررہے ہیں۔ ہم اپنے سلوگن ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کے تحت تمام انسانوں کے ساتھ مذہبی، علاقائی اور دیگر اختلاف کے باوجود اچھے اور پُرامن تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔

**اخبار Kristeligt Dagblad نے مورخہ 11 مئی 2016ء کی اشاعت میں لکھا۔**

[یہ نیشنل اخبار ہے جس کے پڑھنے والوں کی تعداد ایک لاکھ پندرہ ہزار ہے۔ یہ ملک کا سب سے بڑا مذہبی اخبار ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضمون کا ترجمہ درج ذیل ہے۔]

**مسلمان لیڈر کے ساتھ چرچ منسٹر کا امن کے بارہ میں تبادلہ خیال**

احمدیہ مسلمانوں کے عالمی لیڈر گزشتہ روز ڈنمارک کے دورہ پر تھے۔ انہوں نے چرچ منسٹر Bertel

Haarder (V) کے ساتھ ملاقات کی اور امن کے بارہ میں بات کی اور تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں اپنے خدشات کا اظہار کیا۔

ہلٹن ہوٹل کے کانفرنس ہال Ellehammer Ballroom میں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد کے انتظار میں یہ چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں کہ کیا ہم کھڑے ہوں گے جب وہ اندر تشریف لائیں گے اور کیا اُن کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا جاسکتا ہے۔

احمدیہ مسلمانوں کے عالمی روحانی رہنما، مسلمان ممالک میں مخالفت کی وجہ سے لندن میں مقیم ہیں جہاں سے وہ اس عالمی جماعت کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ گیارہ سال پہلے وہ اپنی ڈینش جماعت کو وِزٹ کرنے کوپن ہیگن آئے تھے۔ اور (اُس وقت سے) ان کے انتظار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

کمریں ایک بار پھر سیدھی کی گئیں، بہت سے لوگ عزت واحترام کی وجہ سے کھڑے ہوئے۔ اور کیمروں کا کثرت سے استعمال ہوا۔ جبکہ حضرت مرزا مسرور احمد براؤن اچکن اور سفید پگڑی زیب تن کئے ہال میں داخل ہوئے۔ پُر امن ماحول میں سرخ قالین پر چلے اور سٹیج پر چلے گئے۔ یہاں وہ چرچ وکلچر منسٹر Bertel Haarder (V) اور مسجد نصرت جہاں Hvidovre کے امام محمد زکریا خان کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔

قریباً 150 مہمان استقبالیہ میں مدعو تھے۔ عشائیہ سے قبل تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس میں علاوہ دیگر امور کے تمام معاملات میں انصاف سے کام لینے کی تلقین تھی اگرچہ دشمن قوم سے ہی معاملات کا تعلق ہو۔

اس کے بعد Bertel Haarder نے تقریر کی جس کے شروع میں یہ بتایا کہ چرچ منسٹر کی حیثیت سے اُن کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ڈنمارک میں تمام مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کی فضا پیدا کریں۔ ازاں بعد آپ نے یہ کہا ’’ڈنمارک میں ہمارے ہاں سرکاری طور پر 160 مذہبی تنظیمیں ہیں جن میں سے ہر ایک کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور عمل کرنے کی سہولت ہے۔ اسلام احمدیہ جماعت ایک خصوصیت رکھتی ہے کیونکہ ان کے ممبران اس معاشرہ میں بہت رچے بسے ہوئے ہیں۔ گزشتہ 50 سالوں سے جب سے آپ یہاں ہیں، ہم اس پُر امن باہمی مل جل کر رہنے پر خوش ہیں۔ یہ میرے لئے بہت خوشی کی بات ہے کہ آپ کی جماعت حقیقی طور پر کھلی بانہوں سے اس مذہب کو پیش کرتی ہے جس کا ماٹو ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ ہے۔ Bertel Haarder نے کہا کہ شاید یہ پیغام عام سا لگتا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے اس پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہی وہ امر ہے جس کی اس وقت جب کہ دہشتگردی کے زیادہ خطرات ہیں، بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ بہت سے ایسے حملے اُن لوگوں کی طرف سے اسلام کے نام پر کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس امر کی بہت ضرورت ہے، کہ یہ اسلام کی ہی ایک شاخ ہے جو اسلام کی نمائندگی بالکل اور رنگ میں پیش کرتی ہے۔

چرچ منسٹر کی اس تقریر کے بعد خصوصی مقرر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے سامعین سے اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کے بارہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اسلام تمام انسانوں کو ہر قسم کی نفرت، دشمنی اور بُرائی کو دور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ نیز آپ نے محبت اور باہمی عزت وتکریم کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی تلقین کی۔ نیز آپ نے تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اختلافات ساری دنیا میں آگ لگانے کے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور ہمیں کسی شک میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ایک خطرناک جنگ کے سائے ہمارے سامنے منڈلا رہے ہیں۔ مختلف بلاکس اور اتحاد ہمارے سامنے بن رہے ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ہم اصل صورتحال واضح کئے بغیر، ایک خطرناک تیسری عالمی جنگ کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ حضرت مرزا مسرور احمد نے کہا کہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ اس جنگ کے آثار ابھی سے شروع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ بلاتفریق مذہب اور رنگ ونسل کے ایک دوسرے کی عزت کرنے سے ہم اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔

مہاجرین کی موجودہ صورتحال اور یورپ میں مہاجرین کے سیلاب کا موضوع بھی زیر بحث آیا۔ خلیفہ نے وثوق سے کہا کہ کوئی بھی ملینز کی تعداد میں مہاجرین کو سمونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ مہاجرین کے اصل وطنوں میں امن قائم کرنے کی خاطر کوئی طریق کار وضع کیا جائے۔ اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ ان کے ممالک میں ظلم وستم کو روکا جائے۔ انہوں نے سیاست دانوں اور سیاسی لیڈروں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ امن قائم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ خلیفہ اور 150 مہمانوں کے عشائیہ سے قبل ہال میں دعا کی گئی۔ ازاں بعد حضرت مرزا مسرور احمد جماعت کی طرف سے اُسی عزت واحترام کے ساتھ ہال سے رخصت ہوئے جس طرح وہ تشریف لائے تھے۔

............................................

# 12 مئی 2016ء بروز جمعرات

............................................

صبح چار بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ان خطوط و رپورٹس پر اپنے دستِ مبارک سے ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد محمود میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

## انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز سے ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 23 فیملیز کے 76 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ہر فیملی نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز مالمو (Malmö) کی مقامی جماعت کے علاوہ گوٹن برگ (Gothenburg) اور لولیو (Lulea) سے آئی تھیں۔ گوٹن برگ سے آنے والی فیملیز 285 کلومیٹر اور لولیو سے آنے والی فیملیز 1510 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں نو بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد محمود تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

............................................

## مالمو مشن اور سویڈن میں مساجد ومراکز نماز کا مختصر تعارف

مالمو (Malmö) شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام ستّر کی دہائی میں ہوا جب چند احمدی احباب یہاں آکر مقیم ہوئے۔ سال 1984ء میں جماعت نے اس شہر کے علاقہ Klogerups میں جماعتی مرکز کے لئے گیارہ سو مربع میٹر کے رقبہ پر مشتمل ایک دومنزلہ عمارت خریدی اور اس کا نام ’’بیت الحمد‘‘ رکھا گیا۔

اس عمارت کے ایک ہال کو مردوں کے لئے اور ایک ہال کو عورتوں کے لئے مسجد کی شکل دی گئی۔ اس کے علاوہ اس عمارت میں دفاتر اور رہائشی اپارٹمنٹ بھی تھا۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ سویڈن کو مالمو میں ایک وسیع وعریض دومنزلہ ’’مسجد محمود‘‘ اور ساتھ ایک وسیع کمپلیکس کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

مالمو (Malmo) جماعت کے ایک ممبر مکرم احسان اللہ صاحب نے پانچ ہزار مربع میٹر کا ایک قطعہ زمین خرید کر جماعت کو پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 ستمبر 2005ء کو اپنے سویڈن کے دورہ کے دوران مالمو سے گوٹن برگ کے لئے روانہ ہونے سے قبل اس قطعہ زمین کا معائنہ فرمایا تھا۔

اس مسجد کی تعمیر کا کام جون 2013ء میں شروع ہوا۔ مسجد کا یہ قطعہ زمین ایک ٹیلے پر مین ہائی وے کے نزدیک ایک نمایاں جگہ پر واقع ہے۔ یہ ہائی وے E22، E6 ناروے اور سویڈن کو پورے یورپ سے ملاتی ہے اور اس طرح سویڈن اور ناروے کے تمام بڑے شہروں کو بھی ملاتی ہے۔ اس ہائی وے پر سفر کرتے ہوئے مسجد کی عالیشان عمارت دور سے ہی نظر آتی ہے اور اس پر روزانہ کئی ہزار گاڑیاں گزرتی ہیں اور ہر گزرنے والا اس مسجد کو دیکھتا ہے۔

اس کمپلیکس کا کُل تعمیر شدہ رقبہ 2353 مربع میٹر ہے جو پانچ عمارات پر مشتمل ہے۔

مسجد محمود کا رقبہ 1494 مربع میٹر ہے، سپورٹس، ملٹی پرپز ہال کا رقبہ 750 مربع میٹر ہے، مربی ہاؤس کا رقبہ 110 مربع میٹر ہے، انرجی روم 70 مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ ایک گیسٹ ہاؤس ہے، مختلف دفاتر ہیں۔ دو دفاتر MTA کے ہیں، تین دفاتر لجنہ اماء اللہ کے لئے ہیں اور مسجد سے متصل تین دفاتر جماعتی عہدیداران کے لئے ہیں۔ ایک دفتر مین گیٹ کے پاس ہے۔ نمائش، لائبریری ہال بھی موجود ہے۔

مسجد کے اندر نچلی منزل پر عورتوں کے لئے اور دوسری منزل پر مردوں کے لئے ہال ہے۔ ہر ہال میں پانچ پانچ سو افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ سپورٹس ہال میں بھی 700 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر 1700 لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام ’’مسجد محمود‘‘ تجویز فرمایا۔ سویڈن کی سرزمین پر یہ جماعت احمدیہ کی دوسری مسجد ہے۔

پہلی مسجد ’’مسجد ناصر‘‘ گوٹن برگ شہر میں 1976 میں تعمیر ہوئی تھی اور اب قریباً 40 سال بعد یہاں دوسری مسجد کی تعمیر مالمو شہر میں ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ ملک کے دار الحکومت سٹاک ہوم (Stockholm) شہر میں جماعت کا سینٹر ’’بیت العافیت‘‘ ہے اور اب اس سال جماعت نے لولیو (Lulea) شہر میں بھی اپنا سنٹر قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سویڈن بھی ترقیات کے نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔

## الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا میں کوریج

سویڈن کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں ’’مسجد محمود‘‘ کے افتتاح کے پروگرام کے حوالہ سے کوریج ہوئی ہے۔

❁......**آج سویڈش Skane T.V نے ’’نئی مسجد میں مقدس زیارت‘‘ کے عنوان کے ساتھ خبر دیتے ہوئے بتایا:**

ان دنوں مالمو میں نئی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اس کی تعمیر کا مکمل خرچ احمدیہ فرقہ نے دیا ہے جو کہ ہر قسم کی شدّت پسندی کی مذمّت کرتا ہے ہمارا ماٹو ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ یہ مرزا مسرور احمد صاحب کا کہنا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے لیڈر ہیں اور ان دنوں مالمو میں مسجد کے افتتاح کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

بہت سے لوگوں نے مسجد کا نظّارہ اُس وقت دیکھا ہوگا جب کہ وہ قریبی سڑک، موٹروے پر سے گزرتے ہیں۔

اس مسجد کا نام ’’مسجد محمود‘‘ ہے جو کہ جماعت کے دوسرے خلیفہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ بدھ کے دن میڈیا کے لئے مسجد کے دروازے کھولے گئے۔ وسیم احمد ساجد جو لولیو شہر سے یہاں آئے ہیں انہوں نے کہا کہ یہاں آنا ایک بہت بڑی بات ہے اور میرے لئے اعزاز کا موجب ہے۔

ایک سویڈش لڑکی Fida Nilsson بھی اپنے روحانی سربراہ کو ملنے کے لئے لولیو سے یہاں آئی ہے۔ اس نے بتایا کہ میرے آج یہاں آنے کا مقصد حضور سے ملاقات کرنا ہے۔ یہ میرے لئے بہت خوشی کا موقع ہے۔ گو کہ میں پہلے ایک بار لندن میں ان سے مل چکی ہوں۔ جماعت مالمو کی کُل تعداد 300 ہے۔ جب کہ سویڈن میں ایک ہزار اور دنیا بھر میں کئی ملینز میں ہیں۔

جماعت احمدیہ ایک سنّی فرقہ ہے جس کی بنیاد پنجاب میں رکھی گئی۔ بعض مسلمانوں کے نزدیک یہ فرقہ متنازعہ ہے کیونکہ اس کا نبوّت سے متعلق اعتقاد وتشریح مختلف ہے۔

بہت سے ممالک میں جماعت کی مخالفت ہوتی ہے۔ پاکستان میں انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں ہے۔


قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

یہ مسجد اس ملک میں سب سے بڑی دوسری احمدیہ مسجد ہے۔

خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد صاحب کا کہنا ہے کہ یہ عمارت بہت خوبصورت ہے اور مجھے امید ہے کہ یہاں کے رہائشی اسے بہت پسند کریں گے۔ مرزا مسرور احمد صاحب جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے روحانی سربراہ ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مشن محبت اور امن کا قیام ہے۔ اور یہ جماعت ہر قسم کی دہشتگردی سے کنارہ کرتی ہے۔ اس مسجد میں سب لوگوں کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ اس مسجد کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔ اذان کی آواز سپیکرز کے ذریعہ مسجد کے اندر ہی گونجتی ہے۔ یہاں ایک سپورٹس ہال اور میٹنگز کے لئے کمرے بھی موجود ہیں۔ مسجد کا تمام خرچہ جماعت احمدیہ نے خود برداشت کیا ہے۔

.....................................

❁......آن لائن اخبار Malmo24 (Arvid Nikka) نے خبر دیتے ہوئے درج ذیل سرخی لگائی۔

[''مسلمان پوپ'' ''مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں'' ''بڑی شخصیت'']

اخبار نے لکھا: تعمیر کی اجازت کے سولہ سال بعد اب مالمو کے علاقہ Elisedal میں واقع نئی مسجد محمود کا افتتاح ہو رہا ہے۔ جمعہ کے روز کے تاریخی پروگرام میں جماعت کے عالمی سربراہ بنفس نفیس شامل ہو رہے ہیں۔ 65 سالہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب عالمی جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے لیڈر ہیں اور روحانی سربراہ ہیں۔ جماعت احمدیہ اسلام کا ایک فرقہ ہے جس کے دس ملین ممبرز ہیں۔ قبل ازیں آپ یورپین پارلیمنٹ، برٹش پارلیمنٹ اور امریکی کانگریس کے کئی ارکان سے بھی خطاب فرما چکے ہیں۔ اب آپ مالمو تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کی آمد مسجد محمود کے تاریخی افتتاح کے موقع پر ہے۔

خلیفۃ المسیح ایک نہایت اہم شخصیت ہیں اور یہ دورہ بڑے اعزاز کا موجب ہے۔ جب سے آپ 2003ء میں خلیفہ بنے ہیں آپ نے ساری دنیا کا سفر کر کے امن اور رواداری کا پرچار کیا ہے۔ یہ بات سٹاک ہوم میں جماعت کے امام کاشف ورک صاحب نے کی۔

مرزا مسرور احمد صاحب نے شدّت پسندی کے خلاف ہر جگہ آواز اٹھائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ شدّت پسندی کی روک تھام کے لئے پولیس کے اختیارات بڑھانے چاہئیں۔

امریکن اخبار Wallstreet Journal نے آپ کا نام ''مسلمان پوپ'' رکھا ہے اس امتیازی مقام کی وجہ سے جو آپ کو جماعت احمدیہ میں حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ سویڈن کے لئے جن کے ایک ہزار کے لگ بھگ لوگ سویڈن میں رہتے ہیں یہ نئی مسجد ایک بڑی کامیابی کے مترادف ہے۔ اس کا خرچ جماعت کے افراد نے خود برداشت کیا ہے اور اس کی تیاری سال 2000ء سے شروع ہے۔ راستہ میں کئی رکاوٹیں پیش آئی ہیں۔

.....................................

❁......اخبار Sydsvenskan نے درج ذیل سُرخی


MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269


کے ساتھ مسجد کے افتتاح کے پروگرام کے حوالہ سے خبر دی۔

[نئی تعمیر کی زیارت کے لئے خلیفہ کی مالمو میں آمد]

جماعت احمدیہ کی نئی مسجد کا افتتاح بروز ہفتہ ہو رہا ہے۔ اس کی تعمیر کا معائنہ خلیفہ مسرور احمد صاحب نے بنفس نفیس کیا۔

24 میٹر بلند عمارت کا کل خرچہ 49 ملین کرونر ہے۔ یہ سارا خرچ افراد جماعت سویڈن نے برداشت کیا ہے۔ اس کا افتتاح ہفتہ کے روز عمل میں آئے گا۔ منگل کے دن جماعت کے ساب سے بڑے لیڈر مرزا مسرور احمد صاحب مالمو آئے تھے۔

مرزا مسرور احمد نے کہا کہ جب میں پہلی دفعہ یہاں آیا تھا تو ایک کھلا میدان تھا۔ جب میں کل آیا تو یہاں ایک خوبصورت عمارت واقع تھی۔ ایک دیندار مذہبی شخص کے لئے یہ نظّارہ نہایت جذباتی ہوتا ہے جب اُسے ایک ایسی جگہ دیکھنے کا موقع ملے جہاں لوگ عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ اپنے آپ کو ایک امن پسند دین کے طور پر پیش کرتی ہے مگر اس کے عورتوں اور ہم جنس پرستوں کے بارہ میں نظریات دوسروں سے مختلف ہیں۔ خلیفہ کے ساتھ ایک طویل انٹرویو جمعہ کے دن شائع کیا جائے گا۔

.....................................

## 13/مئی 2016ء
## بروز جمعۃ المبارک

.....................................

صبح چار بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

## مسجد محمود (مالمو۔سویڈن) کا افتتاح

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ آج کا دن جماعت احمدیہ سویڈن کی تاریخ میں ایک بڑا مبارک اور یادگار دن تھا۔ سویڈن کی سرزمین پر چالیس سال کے لمبے عرصہ کے بعد نئی تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ''مسجد محمود'' کا افتتاح ہو رہا تھا۔

آج سویڈن کی جماعت، مرد و خواتین، بوڑھے، جوان، بچے بچیاں جہاں خوشی و مسرّت سے معمور تھے وہاں ان کے دل اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھے اور زبانیں اللہ تعالیٰ کی حمد سے تر تھیں۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنا سب مال و متاع اس مسجد کی تعمیر کے لئے اللہ کے حضور پیش کر دیا تھا۔ نوجوانوں نے اپنی توفیق سے کئی گنا بڑھ کر اور اپنی ضرورت کی اشیاء فروخت کر کے رقمیں پیش کی تھیں۔ پھر خواتین نے اور نوجوان بچیوں نے جن کی ابھی شادیاں ہوئی تھیں اپنے سارے زیور اللہ کی راہ میں پیش کر دیئے تھے۔ اور پھر بچے، بچیاں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے تھے۔ بچوں نے اپنی جمع شدہ رقم لا کر پیش کر دی تھی۔ جس کے پاس جو بھی تھا وہ لے آیا، پھر بچیوں نے وہ سب کچھ پیش کر دیا جو اُن کو اُن کے ماں باپ نے وقتاً فوقتاً دیا تھا۔ کسی نے رقم لا کر دے دی تو کسی نے اپنے گلے کا ہار دے دیا۔

مبلغ انچارج سویڈن نے بتایا کہ میرے پاس دفتر میں ایک بچی عمر 16 یا 17 سال آئی تھی اور جذباتی ہو کر رونے لگی اور خاکسار کے سامنے سونے کے کچھ زیورات رکھے اور کہا: امام صاحب! مجھے معلوم ہے کہ میرے ابّو مالمو مسجد کے لئے قربانی کرنے کی بہت خواہش رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ یہ کہتے ہوئے بچی رونے لگ گئی اور کہنے لگی کہ میرے پاس یہ کچھ زیور ہیں جو آپ ہمارے سارے گھر کی طرف سے قبول کر لیں۔

آج یہ لوگ اپنی قربانیوں کا پھل ایک وسیع و عریض اور انتہائی خوبصورت مسجد کی صورت میں دیکھ رہے تھے اور اس بات پر ان کے دل جذباتِ تشکّر سے لبریز تھے کہ ان کی قربانیاں خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہوئیں۔

جماعت احمدیہ سویڈن کے احباب کے علاوہ بیرونی جماعتوں اور ممالک سے بھی لوگ بڑی تعداد میں اس مسجد کے افتتاح پر اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آئے تھے۔

ڈنمارک، فن لینڈ، یوکے، فرانس، جرمنی، امریکہ، ہالینڈ اور ناروے سے ایک بڑی تعداد میں احباب جماعت اور فیملیز مالمو (سویڈن) پہنچی تھیں۔

آج اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر نماز جمعہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد پندرہ صد کے لگ بھگ تھی جس میں سے آٹھ سو سے زائد احباب جماعت بیرونی ممالک سے آئے تھے۔

ناروے سے آنے والے احباب میں سے ایک صاحب کہنے لگے کہ یوں لگتا ہے کہ آج ہماری ساری جماعت ہی آ گئی ہے۔

آج پہلا موقع تھا کہ مالمو (Malmo) سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر ہو رہا تھا۔

.....................................

## مسجد محمود کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی

پروگرام کے مطابق دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

## خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سورۃ توبہ کی آیت نمبر 18 اور سورۃ حج کی آیت نمبر 41 کی تلاوت اور ان کا درج ذیل ترجمہ پیش فرمایا:

'اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر۔ اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔'

'جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور ہر بات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔'

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

الحمد للہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سویڈن کو اپنی دوسری مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کا نام مسجد محمود رکھا گیا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں سب مرد و زن نے ماشاء اللہ بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ایک بڑا منصوبہ تھا جبکہ یہاں کی جماعت چھوٹی سی جماعت ہے اور اس لحاظ سے ان کے لئے یہ واقعی بہت بڑا منصوبہ تھا۔ یہاں کئی بے روزگار بھی ہیں، بوڑھے بھی ہیں، بچے بھی ہیں، خانہ دار عورتیں بھی ہیں لیکن جہاں کمانے والوں نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کی ہیں اور اس مسجد کی تعمیر میں حتی المقدور مالی قربانیاں پیش کی ہیں وہاں عورتیں بچے بھی پیچھے نہیں رہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مثال قائم کی ہے۔ کون ہے جس کی خواہشات نہیں ہیں، کون ہے جس کی ضروریات نہیں اور اس زمانے میں جب بے شمار دنیاوی اور مادی چیزیں توجہ کھینچ رہی ہیں احمدیوں کی مالی قربانی دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

صرف ایک مسجد کی تعمیر کا سوال نہیں ہے۔ مساجد کی تعمیر، نماز سینٹرز کی تعمیر و خرید، مشن ہاؤسز کی تعمیر اور خرید کے منصوبے مسلسل جاری ہیں اور اس کے علاوہ بے شمار اور اخراجات ہیں اور دنیا میں ہر جگہ یہ کام ہو رہے ہیں۔ اور پھر دوسرے چندے بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اپنی ضروریات اور تعمیرات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ نسبتاً بہتر حالت میں رہنے والے احمدی غریب ملکوں کے رہنے والے احمدیوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی قربانیاں دے رہے ہیں۔ تو بہرحال جماعت احمدیہ میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مزاج ہے کہ مالی قربانیاں کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں اور جماعت کی خاطر خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کی یہ وہ اسلامی روح ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے ہم میں پھونکی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کی مالی قربانیوں پر حیرت کا اظہار فرمایا تھا آج بھی جیسا کہ میں نے کہا یہ قربانیاں حیران کر دیتی ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضروریات پوری فرماتا رہے گا۔ اس مسجد کی تعمیر اور اوپر دو کمروں کی رہائشگاہ، دفاتر لائبریری وغیرہ پر تقریباً جو مجھے اندازہ خرچ دیا گیا ہے وہ ساڑھے سینتیس ملین کرونر کا ہے یعنی سوا تین ملین پاؤنڈ خرچ ہوئے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس پروجیکٹ میں ہال، مربی ہاؤس اور کچن وغیرہ بھی بنا ہے۔ ہال کی finishing اب ہو رہی ہے انتظامیہ کا خیال ہے کہ اب کچھ خرچ مزید ہو گا اور آٹھ دس ملین کرونر مزید خرچ ہوں گے۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کے اکثر منصوبوں میں ہوتا ہے کافی کام ہم وقارِ عمل کے ذریعہ سے بھی کر لیتے ہیں اور اس لحاظ سے اخراجات میں کچھ بچت بھی ہو جاتی ہے۔ رضا کار، والنٹیئرز کام کر رہے ہیں بعض نے مجھے بتایا کہ دن رات یہاں رہے یا تھوڑی دیر کے لئے گھر جاتے تھے اور پھر آ جاتے تھے تا کہ جلدی کام ختم ہو اور افتتاح ہو سکے۔ لیکن پھر بھی بعض جگہیں جیسا کہ میں نے کہا مکمل نہیں ہو سکیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بہرحال اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں اور ان لوگوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے اس مسجد اور اس کمپلیکس کی تعمیر میں کسی طرح بھی حصہ لیا ہے۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ علاقے کے لوگ بھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہے ہیں۔ دو دن پہلے اخبار اور ریڈیو کے نمائندے یہاں آئے ہوئے تھے۔ مجھے بھی انہوں نے یہی کہا کہ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے اور یہ بڑی اس علاقے کی خوبصورتی میں ایک اضافہ ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

قربانی کی روح کا اظہار کس طرح بچوں بڑوں نے کیا اس کی چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ایک گیارہ سال کی بچی نے مسجد کے چندہ کے لئے چند سو کرونز پیش کئے اور بتایا کہ کافی عرصے سے اس نے جو جیب خرچ جمع کیا تھا وہ مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کرنے کے لئے لے آئی ہے۔ ایک اور دس گیارہ سال کی بچی آئی اور پانچ سو کرونز مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کئے اور بتایا کہ اس کے پاس دو طوطے تھے جنہیں فروخت کر کے اس نے یہ رقم مسجد کے لئے ادا کرنے کے لئے حاصل کی۔ یہاں ان ملکوں میں pet یا پالتو جانور رکھنے کا بڑا شوق ہے لیکن احمدی بچی نے یہاں کے بچوں کی طرح اپنے پالتو جانور کو ترجیح نہیں دی بلکہ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کو اپنے شوق پر ترجیح دی۔ حقیقتاً اصل شوق اور ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو احمدی بچے ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے یہ ادراک پیدا ہو جاتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والا جنت میں اپنا گھر بناتا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ شہروں کی بہترین جگہیں مساجد ہیں۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ قبیلوں میں مساجد بناؤ محلوں میں شہروں میں مساجد بناؤ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر جگہ مساجد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جہاں بھی مسجد بنائی جائے اس کے حوالہ سے مجھ سے کئی جرنلسٹ سوال کرتے ہیں یہاں کیوں بنائی گئی۔ یہاں بھی لوگوں نے سوال کیا۔ نہ مالمو کی خصوصیت ہے نہ کسی اور جگہ کی، ہمارا کام مساجد بنانا ہے تا کہ جہاں کچھ احمدی ہیں وہ جمع ہوں اور عبادت کا حق ادا کر سکیں۔ ایک بچی اعتکاف بیٹھی تھی اس نے یہاں انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اپنا زیور مسجد کے لئے پیش کیا۔ بظاہر بہت قیمتی زیور نہ تھا مگر وہی زیور اس کی کل جمع پونجی تھی اور اس کے ماں باپ نے اسے تحفہ دیا تھا اور اس بچی نے جماعت کے جس شخص کو زیور دیا اسے تاکیداً کہا کہ میرے والدین کو نہیں بتانا کہ یہ زیور میں نے چندے میں دے دیا ہے۔ ایک اور واقفہ نو بچی بھی ایسی ہے جس نے تمام زیور اور جیب خرچ ایک لفافے میں ڈال کر اور خط لکھ کر اپنے والد کے تکیہ کے نیچے رکھ دیا کہ یہی سب کچھ میرے پاس ہے اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جو میں اس مسجد کے لئے خدا کے حضور پیش کر سکوں۔ ایسی نوجوان بچیاں بھی ہیں جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور انہوں نے اپنے زیور کے شوق پورے نہیں کئے تھے اپنا سارا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دیا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بہت سی خواتین نے جن کے خاوندوں نے پہلے ہی اچھے وعدے کئے ہوئے تھے اور ادائیگی مکمل کر دی تھی ان خواتین نے اپنے زیور اور تمام جمع پونجی مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کر دی۔ یہ بتایا گیا ہے کہ یہاں دو خواتین ایسی تھیں جنہیں مالی قربانی کی استطاعت نہیں تھی یا ان کے پاس کچھ نہیں تھا مگر ان کے پاس پاکستان میں والد کی طرف سے موروثی مکان ملا تھا۔ انہوں نے وہ مکان فروخت کر کے اس کی کل رقم مسجد کی تعمیر میں ادا کر دی۔ ایک خادم نے مسجد میں ادائیگی کے لئے ایک بڑی رقم کا وعدہ کیا تھا جس میں ایک حصہ ان کی اہلیہ کی طرف سے تھا لیکن بدقسمتی سے اس جوڑے کی علیحدگی ہوگئی اور وعدہ جات کے سلسلہ میں جب ان سے رابطہ کیا گیا تو اس خادم کے والد نے کہا کہ اس خاتون سے علیحدگی ہوگئی ہے وہ اپنا حصہ خود ادا کرے گی لیکن اس نوجوان نے کہا نہیں کیونکہ میں نے وعدہ کیا تھا اس کی طرف سے اس لئے علیحدگی کے باوجود میں ہی یہ وعدہ پورا کروں گا اور مکمل ادائیگی کر دی۔ کہیں تو ایسے لوگ ہمیں نظر آتے ہیں جو عورت کے جائز حق بھی نہیں دیتے اور قضا کے فیصلہ نہ ماننے کی وجہ سے بعض دفعہ ان کو تعزیر ہو جاتی ہے حالانکہ وہ ان کا فرض ہوتا ہے اور عورت کا حق ہوتا ہے اور کہیں ایسے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا کہ علیحدگی کے باوجود وعدے پورے کر رہے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ ہیں جو مؤمن کہلانے کے مستحق ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

مالمو جماعت کے ایک خادم جو پارٹ ٹائم نوکری کرتے تھے، جب انہیں مسجد کا وعدہ بڑھانے کی تحریک کی گئی تو انہوں نے دس ہزار کرونر سے بڑھا کر ایک لاکھ کرونر اپنا وعدہ کر دیا اور اگلے ہفتے ہی پچاس ہزار کرونر ادائیگی کے لئے رقم لے کر مسجد میں آ گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنی رقم کہاں سے جمع کر لی اس نے بتایا کہ میں نے اپنی کار بیچ کر اس کے علاوہ جو بھی گھر میں پیسے جمع تھے وہ ادائیگی کے لئے لے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے نتیجہ میں انہیں مستقل نوکری بھی عطا فرما دی اور پہلے سے اچھی اور نئی گاڑی خریدنے کی بھی انہیں توفیق عطا فرمائی۔ یہ وہ قربانی کی روح ہے جو ہمیں بہت سے احمدیوں میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ملکوں میں مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے بہت سے ایسے احمدی ہیں اور یہاں اور بھی ہوں گے یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس مسجد کی تعمیر کا منصوبہ 1999ء میں شروع ہوا تھا جب کونسل کو درخواست پیش کی گئی تھی۔ اس کے لئے مکرم احسان اللہ صاحب نے پانچ ہزار مربع میٹر کا قطعہ زمین خرید کر جماعت کو پیش کیا تھا۔ یہ قطعہ ایک ٹیلے پر ہے اور ایک نمایاں جگہ پر واقع ہے۔ مین ہائی وے یہاں قریب سے گزرتی ہے اور ناروے اور سویڈن کو پورے یورپ سے بھی ملاتی ہے اور اس طرح سویڈن اور ناروے کے تمام بڑے شہروں کو بھی ملاتی ہے۔ بڑی مصروف ہائی وے ہے جہاں دور سے ہی مسجد کی خوبصورت اور بلند عمارت ہر آنے جانے والے کو نظر آتی ہے اور توحید کا پیغام دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ تعمیر کے بعد بھی ہر احمدی اپنا حق ادا کرے اور تبلیغ کے ذریعہ بھی یہ مسجد ہمیشہ توحید پھیلانے کا ذریعہ بنی رہے اور اس کی حقیقی خوبصورتی روشن ہو کر چمکے، جو کہ درحقیقت دینی تعلیم کی خوبصورتی ہے اور جس مقصد کے لئے یہ مسجد بنائی گئی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس کمپلیکس کا کل تعمیر شدہ رقبہ 2353 مربع میٹر ہے۔ پانچ بڑی عمارات ہیں۔ مین مسجد ہے، جس کا رقبہ تقریباً پندرہ سو مربع میٹر ہے، سپورٹس ہال ہے جو کہ ساڑھے سات سو مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ اور عمارتیں ہیں۔ مسجد میں مردوں اور عورتوں کے لئے اوپر نیچے دو ہال ہیں۔ یہاں بعض سوال کرنے والے سوال کر دیتے ہیں کہ آپ عورتوں کو تو علیحدہ کر دیتے ہیں، مین مسجد میں رہنے نہیں دیتے ان کے لئے بھی کافی جواب ہے کہ یہاں مسجد کے ایک ہی بلاک میں دونوں ہال ہیں اور ایک طرح کے ہال ہیں۔ ان ہالوں میں ہر ایک میں پانچ پانچ سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح جو سپورٹس ہال ہے اس میں سات سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے سترہ سو لوگ اکٹھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آج تو باہر سے بہت سارے لوگ آئے ہوئے ہیں اس لئے مسجد بھری نظر آ رہی ہے لیکن عام حالات میں گنجائش کے لحاظ سے یہ بہت وسیع مسجد ہے۔ پورے ملک کی جماعت بھی جو اگر جمع ہو جائے تب بھی نصف جگہ نماز پڑھنے والوں کے لئے خالی رہے گی۔ پس یہاں کے احمدیوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی تعداد بڑھائیں۔ آج تو افتتاح ہے، میں بھی آیا ہوں، بہت سارے لوگ باہر سے آئے ہیں لیکن عمومی حالات میں جیسا کہ میں نے بتایا کہ یہ مسجد اتنی بڑی ہے کہ سارے ملک کی جماعت جمع ہو جائے تب بھی آدھی مسجد خالی رہے گی۔ اپنی تعداد یہاں کے لوگوں کو بڑھانی چاہئے۔ یہاں کے لوگوں میں اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کریں اور انہیں توحید کی طرف لائیں۔ ان لوگوں سے ہمدردی کا یہ تقاضا ہے اور ان کا حق ہے کہ جو احسان یہاں کی حکومتوں نے اور عوام نے اس ملک کے رہنے والوں نے آپ کو جگہ دے کر آپ پر کیا ہے اس کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب لائیں۔ مسجد کی تعمیر کا حق بھی تبھی ادا ہو گا جب اس کو عبادت کرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ آباد کریں گے۔ خود بھی یہاں آ کر اپنی نمازوں سے اس کو آباد کریں گے اور تبلیغ کر کے علاقے کے لوگوں کو بھی اسلام کی تعلیم سے متعارف کروائیں گے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یہی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک جگہ توجہ دلائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

'اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے یہ خانہ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا یعنی دوسرے مسلمان بھی آ جائیں گے اور یہاں کے مقامی لوگوں سے بھی تعداد بڑھے گی لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت باخلاص ہو محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔'

اس شرط پر ہمیشہ ہر ایک کو غور کرنا چاہئے۔ پورا اخلاص ہو نیت میں اور کسی قسم کا شر اور فتنہ دلوں میں نہ ہو اور خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانیاں کی جائیں اور مسجد بنائی جائے اور مسجد کو آباد کیا جائے تو پھر بے انتہا برکت پڑتی ہے۔

فرمایا کہ 'جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اس مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔'

یہ بڑی اہم بات ہے جو ہر جگہ کے رہنے والوں کو یاد رکھنی چاہئے چاہے وہ ناروے کے ہیں ڈنمارک کے ہیں یا دنیا کے دوسرے ملکوں کے ہیں کہ مسجد کی آبادی کا مقصد بھی جماعت کی اکائی ہے۔ پس ہمیں اس اکائی کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

فرمایا کہ 'پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے۔'

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اتفاق میں اتحاد میں محبت میں پیار میں بڑھیں اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ لڑائیاں جھگڑے بدظنیاں یہ ختم کریں۔ فرمایا کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔ ہمیں ذاتیات کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دوسروں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ہمیں اور ایک اکائی ہمیں بننا چاہئے اور آپس میں اتفاق اور اتحاد پیدا کریں اس کے لئے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔

یعنی ہم نے جن اور انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا ہے ہم نے اس عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کا حق سب سے زیادہ مسجدوں کی آبادی بڑھانے سے ہی ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں پہلے میں بیان کر آیا ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار کا اظہار دیکھیں ان کو انعامات سے نوازنے کا اظہار دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ نماز باجماعت مسجد میں آ کر پڑھنے والے کو ستائیس گنا ثواب ہوتا ہے۔ پھر ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ آدمی کی باجماعت نماز اس کی اس نماز سے پچیس گنا بعض جگہ پر ستائیس گنا بھی ہے بہتر ہے جو وہ اپنے گھر میں یا بازار میں پڑھے اور یہ اس لئے کہ جب وہ وضو کرے وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف نکلے اس حال میں کہ اسے صرف نماز ہی نکال رہی ہے تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اس کے ایک قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا اور دوسرے پر ایک گناہ دور کر دیا جائے گا اور جب وہ نماز پڑھے گا تو جب تک وہ اپنی جائے نماز میں رہے گا ملائکہ فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے کہ اے اللہ اس پر خاص رحمت فرما اس پر رحم فرما اور فرمایا کہ جب تک ایک آدمی نماز کا انتظار کر رہا ہوتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ انتظار کا ثواب نہیں دیتا، انتظار کا بھی ثواب ہے جب مسجد میں آ کر نماز کے لئے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یہ بہت بڑا کام ہے جو ہم نے کرنا ہے یہاں کے رہنے والوں نے کرنا ہے کہ مسجد کا جو ظاہری حسن ہے اس کو اندرونی اور روحانی حسن میں بدلنا ہے اور روحانی حسن ایک تسلسل چاہتا ہے، مسلسل کوشش چاہتا ہے۔ پس ہر احمدی روحانی حسن کے اس تسلسل کو قائم رکھنے کا عہد کرے۔ یہ آیات جو میں نے شروع میں تلاوت کی ہیں اس میں پہلی آیت جو سورۃ توبہ کی ہے اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

پس مسجد بنانے کا مقصد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ ہر چیز کا دینے والا خدا تعالیٰ کو سمجھے۔ پھر آخرت پر ایمان ہے اس کی تفصیلات ہیں لیکن اگر انسان صرف اس بات پر ہی غور کر لے۔ بہت ساری چیزیں آخرت کے بارے میں آتی ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے صرف اس بات پر اگر غور کرے انسان تو پھر دنیاوی معمولی باتوں کے حصول پر اپنی سب طاقتیں خرچ کرنے کی بجائے اپنا زور لگانے کی بجائے آخرت کے انعامات کا وارث اپنے آپ کو بنانے کے لئے انسان پھر کوشش کرے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پس جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہماری ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں اس مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے ایک بڑا انقلاب ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ پھر قیامِ نماز کی طرف توجہ دلائی ہے اور قیامِ نماز پانچ وقت نماز باجماعت ہے۔ پس اس مسجد کی خوبصورتی بھی نمازیوں کی تعداد پر ہے۔ ایسے نمازیوں کی تعداد پر جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں یا کرنے والے ہیں۔ پھر زکوٰۃ کی طرف توجہ دلا کر غریبوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دلا دی۔ ایک حقیقی مؤمن جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ نمازوں کے قیام اور عبادتوں کی طرف توجہ دینے کے ساتھ لازماً اپنے مال کو پاک کرنے کی بھی فکر کرے گا اور مال پاک کرنے کا بہترین ذریعہ اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے خرچ کرنا ہے اور مالی قربانی کا جو ادراک ہے وہ آج ہم دیکھتے ہیں صحیح ادراک احمدی کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پس ہر احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس طرف سوچے اس مقصد کو سمجھے اور اس کے لئے اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی سوچوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔ اس آیت کی روشنی میں اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے سچے بندے اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے پھر اگر انسان سچا ہے صحیح مؤمن ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے وہ اپنی تمام طاقتیں اور صلاحیتیں انسانیت کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے ہیں یہ سچے بندوں مؤمنوں کی نشانی ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے اور ایمان میں بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ تقویٰ سے زندگی بسر کرنے والے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔

**آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اللہ کرے کہ ہم ان باتوں کو سمجھنے والے ہوں اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں آپس کی محبت میں بھی بڑھنے والے ہوں مسجد کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور تبلیغ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں مالی قربانی کا وقتی جوش ہی ہم میں نہ ہو صرف بلکہ روحانی ترقی کے مستقل جوش کو اپنی حالتوں میں طاری کرنے والے اور جاری کرنے والے ہوں تا کہ اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ جو ہم نے عہد بیعت کیا ہے اسے پورا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

.....

حسب طریق خطبہ جمعہ کا مکمل متن 3/جون 2016ء کے الفضل انٹرنیشنل میں شامل اشاعت کیا جا چکا ہے۔

.....

یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔

.....

## کالمار کونسل کے چیئرمین کی حضور انور سے ملاقات

کالمار (Kalmar) سے Roger Kaliff صاحب جو کالمار کونسل کے چیئرمین ہیں اور یورپی یونین میں کئی کمیٹیوں کے ممبر رہ چکے ہیں قریباً 305 کلومیٹر کا سفر طے کر کے مسجد کے افتتاح میں شرکت کرنے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ یہ ملاقات قریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں موصوف اتنا ہی سفر طے کر کے واپس کالمار گئے۔......(باقی آئندہ)

---

**بقیہ: تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں**
ازصفحہ نمبر 2......

ہمارے معاشرے میں بھی پھیلتی جا رہی ہے۔ ایسے مواقع پر کثرت سے فضول خرچی کی جاتی ہے اور خوشی کے اس ہنگامہ میں کسی کو یہ خیال تک نہیں گزرتا کہ سالگرہ منانے والے موت سے ایک برس اور قریب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات پر کسی کے دل میں شاذ ہی شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ دعا کے ساتھ صدقہ خیرات کی طرف توجہ کرتا ہے۔ بچوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ یہ لغو کے زمرہ میں آتی ہے، محض مغربی تہذیب کی نقالی ہے اور اس کا فائدہ کچھ بھی نہیں۔ اس کی بجائے والدین اپنے بچے کے ایک سال اور خیریت سے گزرنے پر اگر اللہ تعالیٰ کے غریب اور ضرورتمند بندوں کے کپڑوں، تعلیم اور علاج وغیرہ پر خرچ کریں تو قوم کو بھی فائدہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو۔ بچہ بڑا ہو جائے تو یہی کام اگر مناسب طریق پر بچے کے ذریعہ سر انجام پائے تو بچے کی تربیت پر بھی یقیناً اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

### بچوں کی جسمانی صحت کی بہتری کے لئے کوشش کرنا:

بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کی صحت کا بھی خیال رکھا جائے، متوازن غذا استعمال کروائی جائے جس میں بالعموم گوشت کم اور سبزیاں زیادہ ہوں۔ اُن میں صفائی ستھرائی کی عادت پیدا کی جائے۔ بچہ روزانہ کسی کھیل میں شامل ہو یا ورزش کرے۔ آج کل بچے گھروں میں کمپیوٹر اور موبائل فونز وغیرہ پر گیمز کھیلتے رہتے ہیں۔ والدین اور ذیلی تنظیموں کا فرض ہے کہ بچوں کے لئے صحت مند تفریح کا اہتمام کریں۔

بچے کی بیماری کی صورت میں والدین مستند معالج سے اُس کے فوری علاج کا انتظام کریں اور سال میں کم از کم ایک مرتبہ اُن کا طبی معائنہ بھی ضرور کروایا جائے۔

### سیر و تفریح کے علاوہ بچوں کو مطالعاتی دورے کروانا:

مختلف مقامات مقدسہ صنعتی اور فلاحی اداروں اور تاریخی عمارات وغیرہ کے مطالعاتی دورے کروانا بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے نہایت مفید طریق ہے جسے گاہے بگاہے والدین اور عہدیداران مجلس انصار اللہ کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور ان میں سرِ فہرست زیارتِ مرکز ہے۔ لیکن جس مقام کا بھی دورہ کروایا جائے اُس کا تفصیلی پروگرام قبل از وقت تیار کر کے اُس کی مکمل تیاری کا انتظام کر لینا چاہئے۔ دورانِ پروگرام بچوں کے نوٹس لینے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے پروگرام سے واپس آنے کے بعد اُس کا حال احوال اور بچوں کو اپنے تأثرات لکھنے کی طرف بھی توجہ دلانی چاہئے اور اچھی تحریرات کو اخبار و رسائل میں اشاعت کے لئے بھجوانا بھی یقیناً بچوں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنتا ہے۔

پس اولاد کی تعلیم و تربیت کے اہم فریضہ سے کبھی غافل نہ ہوں۔ اپنے عملی نمونے اور دعاؤں کے ساتھ خلافت کے بابرکت سایہ کے نیچے پرورش کرتے ہوئے انہیں اُن ذمہ داریوں کے بار اُٹھانے کے قابل بنائیں جو کل اُن کے کندھوں پر رکھا جانے والا ہے۔ کیونکہ آئندہ جماعت کے سپہ سالار وہی ہیں اور وہی دنیا کے رہنما بننے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہماری نسلیں صحیح تعلیم و تربیت حاصل کر کے بڑی ہو رہی ہوں اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت اور رہنمائی کی عظیم ذمہ داریوں کو کما حقہ اٹھانے والی ہوں اور ہماری دنیا اور آخرت بھی سنوارنے والی ہوں۔ آمین

بانی تنظیم انصار اللہ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد ہم سب انصار بھائیوں کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ:

"یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیّت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا کام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی اور اگر خدام کی تربیت صحیح ہوگئی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہوگی۔ میں نے یہ سیڑھیاں بنا دی ہیں۔ آگے کام کرنا تمہارا کام ہے۔ پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے۔ دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے۔ تیسری سیڑھی انصار اللہ کی ہے۔ اور چوتھی سیڑھی خدا تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگو تو یہ چاروں سیڑھیاں مکمل ہو جائیں گی۔ اگر تمہارے اطفال اور خدام ٹھیک ہو جائیں اور پھر تم بھی دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو پھر تمہارے لئے عرش سے نیچے کوئی جگہ نہیں اور جو عرش پر چلا جائے وہ بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ دنیا حملہ کرنے کی کوشش کرے گی تو وہ زیادہ سے زیادہ سو دو سو فٹ تک حملہ کر سکتی ہے۔ وہ عرش پر حملہ نہیں کر سکتی۔ پس اگر تم اپنی اصلاح کر لو گے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی۔"

(سبیل الرشاد جلد اول صفحہ 114، 115)

### سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انصار بھائیوں کے لئے "ڈائمنڈ جوبلی" کے موقع پر خصوصی پیغام جسے ہم سب کو حرزِ جان بنانا چاہئے

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:**

"......آپ میں سے بہت سے انصار کے آباء و اجداد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا اور بہت سے ایسے ہیں جن کے بزرگوں نے خلافت احمدیہ کے ابتدائی دور میں شمولیت اختیار کی۔ گویا کثیر تعداد ایسے انصار کی ہے جنہوں نے احمدی گھرانوں میں آنکھ کھولی اور احمدیت کے ماحول میں پرورش پائی۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے طرزِ زندگی کو دیکھا ہوگا۔ اُن کی عبادات اور دعاؤں کے طریق دیکھے ہوں گے۔ اولاد کو نیکیاں بجالانے اور دین کے خادم بننے کی نصائح کرتے دیکھا ہوگا۔ وہ اپنے عقائد کا گہرا علم رکھتے تھے۔ وہ دلائل سے بخوبی واقف تھے اور لوگوں کو حکمت کے ساتھ پیغام بھی پہنچاتے رہتے تھے۔ اُنہیں دینی علم بڑھانے کا بڑا شوق تھا۔ اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جمع کرنے اور اُن کے مطالعہ کا خاص شغف تھا۔ وہ نماز، روزہ کے پابند تھے۔ تلاوت میں باقاعدہ اور دعاؤں کے عادی تھے۔ وہ بار بار مرکز سلسلہ میں آتے، امامِ وقت سے ملتے، جلسوں اور اجتماعات میں شمولیت کرتے اور اپنی وضع قطع کو دینی تعلیمات کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اُن لوگوں نے بیعت کی حقیقت کو سمجھا اور اپنے اندر روحانی انقلاب برپا کیا۔

تاریخی اعتبار سے ایک خاص مدت کی تکمیل پر اب آپ کو انصار اللہ کی ڈائمنڈ جوبلی منانے کی جو توفیق مل رہی ہے تو یہ اس لئے ہے تا کہ آپ کو اپنی تاریخ سے آگاہی ہو اور آپ اپنے ماضی پر غور کر سکیں، آپ کو انصار اللہ کی ترقی کے سفر کے بارہ میں معلومات مل سکیں، یہ پتہ چل سکے کہ مالی کمزوریوں اور دیگر نامساعد حالات کے باوجود آپ کے بزرگ نیکی اور خدمتِ دین کے کاموں کے لئے کیسے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے قدم آگے سے آگے بڑھاتے رہے، کبھی تھکے نہیں، کہیں رُکے نہیں اور نہ کبھی گھبرائے۔ آپ نے اُن کے نیک نمونوں کو ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔ اپنے آباء و اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے دینی معیار بلند کرنے ہیں۔ اولاد کی نیک تربیت کرنی ہے، اُنہیں دینیات سکھانی ہے، اُنہیں خلافت سے وابستہ رکھنا ہے، اُنہیں ایم ٹی اے پر خلیفۂ وقت کے خطبات اور تقاریر سنانی ہیں۔ اُن سے خلیفۂ وقت کو خطوط لکھوانے ہیں، اُنہیں نظامِ جماعت کی اطاعت اور احترام سکھانا ہے اور اُن میں خدمتِ دین کے جذبے کو اُبھارنا ہے۔

انصار اللہ کی عمر ایک پختگی کی عمر ہے۔ اپنے نمونوں کو بھی نیک بنائیں۔ اپنے اہلِ خانہ کو بھی اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نصیحت کرتے رہیں اور خود کو اور اپنے اہل و عیال کو خلافت اور نظامِ جماعت سے چمٹائے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ ہمیشہ پھلتے پھولتے رہیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین"

(ماہنامہ انصار اللہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر جولائی، اگست 2015ء)

مرا مرشد غنی بھی ہے سخی بھی
بھلا کس چیز کی مجھ میں کمی ہے
خلافت کا ہے ہم پہ ٹھنڈا سایہ
بلا سے دھوپ جتنی بھی کڑی ہے
سنور جائیں مقدر اُن کے بگڑے
کرم کی اک نظر جن پر پڑی ہے

☆☆☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

## بقیہ: خطبہ عید الاضحی

…………از صفحہ نمبر 4

ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو چنا تھا۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہیں تو پھر یہ سب کچھ دنیاوی تہواروں کی طرح ہے۔ اور حج بھی اگر صرف دنیاوی شہرت کی خاطر ہے کہ حج کرنے سے حاجی کا ٹھپّا لگ جائے گا تو اس کی بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ایک دور دراز کے غریب آدمی کا حج صرف اس کی حج کی نیت پر اس لئے قبول کر لیا تھا کہ اس نے اپنے حج کے لئے جمع کئے ہوئے کئی سالوں کے زادِ راہ کو اپنے ہمسائے کی بھوک مٹانے اور اس کا حق ادا کرنے کے لئے قربان کر دیا تھا اور نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حج قبول فرمایا بلکہ اس کی قربانی کے نتیجہ میں اتنے اعزاز سے نوازا کہ جو لوگ مکّہ مکرمہ میں حج پر گئے تھے ان کے حج بھی اس ایک شخص کے حج کی وجہ سے قبول ہوئے، نہ کہ ان کے اپنے حج کے مناسک ادا کرنے اور عبادتیں کرنے کی وجہ سے۔ (ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار صفحہ 127,128 ناشر شمع بک ایجنسی لاہور)

پس یہ مقام خدا تعالیٰ نے قربانیاں کرنے والوں کو دیا ہے اور ایک مومن کو یہ مقام سارا سال بھی دوسروں کے حقوق ادا کرنے سے ملتا رہتا ہے۔ پس یہ وہ تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء، اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے اپنے قول و فعل میں قائم فرماتے ہیں اور یہی عمل صالح ہیں جو بندے کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بنتے ہیں۔

حج بیشک اسلام کا ایک رکن ہے اور حسب توفیق و شرائط اس کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ ایک بہت بڑی نیکی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حج گناہوں کو یوں دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو دھو دیتا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی الجزء الثالث صفحہ 417-416 حدیث نمبر 4997 دار الکتب العلمیہ بیروت) لیکن جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے جن کا نام علی بن مُوَفّق تھا کی ہمسائے کے خاندان کی بھوک مٹانے کی نیکی نے حج کرنے پر فوقیت حاصل کر لی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ میں ہے تو اس کے لئے شرعاً حج جائز نہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 18 ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس اللہ تعالیٰ کو وہ تقویٰ پیارا ہے اور اس کی جزا اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی کرتے ہوئے حاصل کیا جائے یا حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس مضمون کو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ (الحج:38) کہ یاد رکھو قربانیوں کے گوشت اور خون اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس لاکھوں آدمیوں کا حج اور حج کے وقت ذبح کئے گئے جانور ان حاجیوں کے کسی کام نہ آ سکے حتی کہ ایک بہت بڑے بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے علی بن مُوَفّق کے حج کی قبولیت کی اطلاع حرم میں ہی خواب دکھا کر دی تھی جو خود بھی حج کر رہے تھے۔ ان کا بھی حج قبول نہیں ہؤا۔ ہؤا تو ایک ایسے قربانی کرنے والے کا جس کا دل تقویٰ کی وجہ سے ہمسائے کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہوا تھا۔ (ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار صفحہ 127,128 ناشر شمع بک ایجنسی لاہور)

پس یہ عید جس میں آج ہم خوش بھی ہیں، خوشی سے منا بھی رہے ہیں، بڑے بھی اور بچے بھی اور حسب توفیق صاف ستھرے کپڑے پہن کر اور تیار ہو کر عید پڑھنے کے لئے آئے ہیں اور جن کے عزیز حج پر گئے ہیں وہ اس بات پر خوش ہیں کہ ان کے عزیز رشتہ دار بزرگ حج کا فریضہ بھی اس سال ادا کر رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں کہ ہمارے حج، ہمارے جانوروں کی قربانیاں، ہماری عیدیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس وقت قبول ہوتی ہیں جب خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوں۔ ہم یہ جو اپنے عمل ہیں سب کچھ اپنے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہوں۔ ہم اس بات کا اقرار کر رہے ہوں کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں اور پھر ہم یہ اقرار آج خدا تعالیٰ کے سامنے کریں کہ جس طرح تو کہے ہم اپنے آپ کو تیری خاطر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔

پس آج عید الاضحیٰ منانا ہم سب کے لئے، جن کو اس عید پر قربانی کرنے کی توفیق ملی ہے یا نہیں ملی، اس عہد کی تجدید کا دن ہونا چاہئے کہ اے خدا! حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے تیری رضا کے حصول کے لئے جس طرح کی قربانی کا معیار قائم کیا، ہم بھی اسی طرح کی قربانی کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہم تیرا قرب پانے کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ذرا سا بھی خیال دل میں لائے بغیر ہر وقت تیار ہیں۔ ہماری خواہشات ہماری قربانی پر کبھی حاوی نہیں ہوں گی۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا (الصّافات:106) کی آواز آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پکار کر کہتا ہے کہ تُو نے میرا قرب پانے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنے کے میرے حکم اور اپنے عہد کو پورا کر دیا۔ تُو میرا قرب پا گیا۔ میں نے اشرف المخلوقات کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ بلا مقصد اس کی گردنیں کاٹی جائیں۔ میں نے باقی مخلوق کو تیرے لئے جو مسخّر کیا ہے تو آج اس کی جگہ مینڈھے، بکرے یا کسی جانور گائے وغیرہ کی قربانی کر کے اسے ظاہری رنگ میں پورا کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم دونوں کی دعاؤں کو سنتے ہوئے تمہاری نسل میں سے مَیں تو وہ عظیم نبی مبعوث کرنے والا ہوں جس نے پھر قربانیوں کے نئے باب رقم کرنے ہیں۔ پس تم دونوں میرے مقرب بن گئے اور اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کہ ہم اسی طرح محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں کے عظیم گروہ میں شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی خاطر کی گئی قربانیوں کی محدود جزا نہیں دیتا بلکہ نسل در نسل بلکہ ہزاروں سال بعد بھی دعاؤں اور قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے جزا دیتا چلا جاتا ہے اور اس کا نظارہ دکھاتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ایک ایسا وجود پیدا فرمایا جو کسی محدود قوم کی اصلاح کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ پوری دنیا کی اصلاح کے لئے اور توحید دلوں میں بٹھانے کے لئے آیا تھا۔ باوجود اس کے کہ آج مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں سے کم ہے لیکن سب سے زیادہ جس نبی کا نام روزانہ لے کر اس پر درود بھیجا جاتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی وجہ سے ہی آج ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یاد رکھا جاتا ہے اور وہ بھی اس درود کا حصہ بن گئے ہیں۔ پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے انعام دینے کے اور نوازنے کے طریقے۔

پس آج ہم بھی خوش قسمت ہیں کہ ہم اس عظیم نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جو ہزاروں سال پہلے کی گئی قربانیوں کے عظیم الشان انعام کو پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین نبی اور رسول بن گئے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے اس پہلے گھر میں دوبارہ توحید کے قیام کے لئے قربانیوں کے لئے اچھوتے، نئے اور عظیم نمونے قائم کر دیئے۔ مکّہ کی ابتدائی تیرہ سالہ زندگی پہ اگر نظر ڈالیں تو اس میں قربانی کی وہ مثالیں قائم کیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مکّہ کے قریب ایک بستی سے جب اوباشوں اور بدمعاشوں کے پتھراؤ سے لہولہان جبکہ سر سے لے کر پاؤں تک آپ کا خون بہہ رہا تھا واپس آتے ہوئے ستانے کے لئے ایک جگہ تشریف فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے فرشتہ آ کر اس وقت یہ عرض کرتا ہے کہ مَیں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ حکم دیں تو ان دو پہاڑوں کو ملا کر اس بستی کو بیچ میں ہی کچل ڈالوں۔ تو اللہ تعالیٰ کا پیارا، محبت مخلوق میں سرتا پا ڈوبا ہوا، خدا تعالیٰ کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی اس کو حقیر قربانی سمجھنے والا، بے چین ہو کر فرشتے کو جواب دیتا ہے کہ نہیں نہیں ایسا نہ کرنا۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آج جنہوں نے میرا خون بہایا ہے ایک دن ان کی نسلوں میں سے میرے لئے اور خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے قطرات محبت ٹپکیں گے۔ یہ لوگ اللہ اور رسول کے لئے اپنا خون بہائیں گے۔ آپ اس یقین سے پُر تھے کہ میری یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ تو قربانیوں کا عظیم اجر دیتا ہے۔ مَیں آج ان کو ختم کروا کر ان کی بستی کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر معمولی بدلہ کیوں لوں۔ یہ تھی آپ کی سوچ۔ اصل بدلہ تو اس دن ہو گا جس دن ان کی زبانوں سے اللہ اکبر اور توحید کے نعرے بلند ہوں گے۔ باوجود اس کے کہ ہمیشہ آپ نے اس دن کو اپنی زندگی کا سخت ترین دن کہا ہے لیکن پھر بھی اس قوم کے لئے ہمدردی کے جذبات دل میں رکھے اور یہ سوچا کہ اگر یہ نہیں تو ان کی نسلیں ہی جہنم کے عذاب سے بچ جائیں گی۔ (صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم آمین ۔۔۔ حدیث نمبر 3231) اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نے ایسے قربانی کرنے والے اور توحید سے چمٹ جانے والے جانثار پیدا کئے کہ گرم تپتی ریت پر ننگے بدن گرم پتھر سینے پر رکھوا کر تکلیف برداشت کرنا گوارا کر لیا لیکن دل میں قائم توحید پر آنچ نہ آنے دی۔ کوئلوں پر لیٹنا گوارا کر لیا لیکن خدائے واحد پر ایمان سے منہ نہ موڑا۔ ننگے بدن تپتی ریت پر لیٹ کر مسلسل کوڑے کھاتے ہوئے بیہوش ہو جانے کے بعد پھر ہوش میں آ کر اس سلوک کو دہرایا جانا گوارا کر لیا لیکن اَحد اَحد کی آواز کو بند نہ ہونے دیا حتی کہ عورتوں تک نے دو اونٹوں پر بندھ کر جسم کے دو ٹکڑے کئے جانا برداشت کر لیا لیکن خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دل سے نکلنے نہ دیا۔ یہ وہ قربانیاں تھیں جو توحید کے قیام کے لئے مکہ کی سرزمین پر ایک مثال قائم کر گئیں اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ یہ قربانیاں کیا رنگ لائیں۔ صرف دس سال کے قلیل عرصے میں وہی ظالم جو دنیاوی وجاہت کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے ان قربانیاں کرنے والوں کے زیر نگیں کر دیئے گئے۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس پہلے گھر کو جو توحید کے قیام کے لئے قائم ہوا تھا، جس کے لئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے یہ دعا کی تھی جس کا قرآن شریف میں ذکر آتا ہے کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ۔ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ:129) اور اے ہمارے رب! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امّت پیدا کر دے اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس دعا کے برخلاف توحید کے قیام کی بجائے وہ گھر، اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر 360 بتوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اور اس وجہ سے شرک کا گڑھ بن گیا تھا، جب مسلمانوں کے زیر نگیں ہوئے تو کسی طاقت کے خوف سے نہیں بلکہ خالص اپنے دل کی آواز کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ لوگ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اعلان کرنے والے بن گئے جو مشرکین میں سے شمار ہوتے تھے۔ پس کیا یہ عظیم قربانیوں کا وہ عظیم الشان نتیجہ نہیں جو تھوڑے عرصے میں چشم فلک نے دیکھا۔ آج بھی جو لاکھوں مسلمان مکّہ مکرمہ میں پہنچ کر یہ فریضہ ادا کرتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور پھر ان کی اس دعا کہ جو قرآن شریف میں اس طرح درج ہے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ: 130) اور اے ہمارے رب! تُو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشتے ہوئے جو عظیم رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مبعوث فرمایا، ان کی قربانیوں کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے بھی یہ حج کیا جاتا ہے۔ وہاں مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدوں اور پاک اور مطہّر بندوں نے خالص ہو کر قربانیاں پیش کی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قربانیاں پیش کی تھیں اور قبولیت کا اعزاز پایا تھا۔ آج بھی اسی سوچ کے ساتھ اور اسی طرح خالص ہو کر کیا جانے والا حج اور قربانیاں اس مقصد کے حصول کا ذریعہ بنیں گی جس غرض کے لئے اس گھر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور قربانی کرنے کا حکم ہوا تھا۔ ورنہ یہ حج بھی بے فائدہ ہے اور یہ قربانیاں بھی بے فائدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو صاف اعلان فرما دیا ہے کہ اصل چیز تمہارا التقویٰ ہے۔

آج مسلمان ملکوں میں تو قربانی اور جہاد کے نام پر بچوں اور نوجوانوں کو خودکش حملوں کے ذریعہ سے معصوموں کا خون کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے اور پھر اسے بڑے فخر سے بیان بھی کیا جاتا ہے کہ ہم نے ان کی ایسی تربیت کر دی ہے کہ وہ اسلام کے نام پر اپنی جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کوئی ان بدفطرت جو اسلام کے نام نہاد علمبردار بنے ہوئے ہیں ان سے پوچھے کہ کیا تم نے کبھی اپنے بچے بھی اس اہم مقصد کے لئے پیش کئے ہیں؟ ان کو بھی اس قربانی کے لئے پیش کیا ہے؟ ہمیشہ جواب آپ نفی میں دیکھیں گے۔ اگر خوش قسمتی سے کوئی نوجوان کارروائی سے پہلے پکڑا جائے جو اِکّا دُکّا بعض پکڑے بھی گئے ہیں تو وہ روتے ہوئے یہی کہتا ہے کہ ہمارے ماں باپ نے اپنی غربت کی وجہ سے ہمیں ان ظالموں کے ہاتھوں بیچ دیا اور اب ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں۔ یا ان کے ہاتھوں مر جاؤ یا خود اپنے آپ کو اڑا کر مر جاؤ۔ اور بعض دفعہ ان کی ایسی

برین واشنگ کی جاتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں یہی ہے۔ برے بھلے کی تمیز ہی ان لوگوں کو نہیں رہتی۔ تو اس بات کو خدمت اسلام سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس ہی نہیں کروایا جاتا۔ جہاں یہ حکم ہے کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مریضوں حتیٰ کہ ہر وہ شخص جس نے ہتھیار نہیں اٹھایا اسے جنگ کی حالت میں بھی کچھ نہیں کہنا۔ اس کے برعکس یہاں کیا ہو رہا ہے؟ بھرے بازاروں میں، عبادتگاہوں میں، مسجدوں میں، بلاتمیز چھوٹے بڑے، بچے بوڑھے، عورت مرد کی جان لے لی جاتی ہے۔ ایک ہنستا بستا گھر خوش خوش بازار خرید وفروخت کے لئے جاتا ہے تو شام کو ان کی لاشیں گھر آتی ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے اور یہ کون سی قربانی ہے۔ اگر اسلام میں کبھی جنگوں کی اجازت دی گئی تو ایک مقصد کے لئے، ظلم کو ختم کرنے کے لئے۔ اور اس میں اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ جو تم پر ہتھیار نہ اٹھائے اس پر ہتھیار نہیں اٹھانا۔ اور پھر یہ کہ یہ حکومت وقت کا کام ہے کہ ظلم کی بیخ کنی کی جائے نہ کہ ہر ایک ایرے غیرے کا اور نام نہاد تنظیموں کا۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی قربانی کرنا اور اس کے لئے تیار ہونا ایک عظیم مقصد کے لئے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا قربانی کرنا بھی ایک عظیم مقصد کے لئے تھا۔ حکومتوں کے حصول کے لئے نہیں تھا اور کسی سیاسی وجہ کے لئے نہیں تھا اور بچوں کو خودکشی پر آمادہ کر کے یہ مقصد حاصل نہیں کئے۔ خودکشی تو بذات خود ایک ایسا فعل ہے جو گناہ ہے۔ اور روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھا۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ترک الصلاۃ علی قاتل نفسہ حدیث نمبر 978) پس یہ آپ کی ناپسندیدگی کا اظہار ہے اور جس کام کو اللہ اور رسول کے نام پر کیا جا رہا ہے اس میں تو ان کی خوشنودی شامل ہی نہیں ہے اور پھر جیسا کہ میں نے کہا آجکل کے خودکش تو نہ صرف اپنے آپ کو ختم کرتے ہیں بلکہ درجنوں اور بعض دفعہ سینکڑوں معصوموں کی موت کا باعث بن جاتے ہیں اور قتل کے بھی مرتکب ہوتے ہیں اور پھر معاشرے کا امن برباد کرنے کا بھی باعث بنتے ہیں۔ کونسا توحید کا قیام ہے جو ان خودکش حملوں سے عمل میں آ رہا ہے۔

پس آج ہم احمدی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنے پر وارد کرتے ہوئے، اپنے پر لاگو کرتے ہوئے، ایسی بامقصد قربانیاں دینی ہیں اور اس کے لئے اپنی نسلوں کو بھی تیار کرنا ہے جو توحید کے قیام کے لئے ہوں، جو خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہوں، جو اسلام کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے ہوں، جو معاشرے کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہوں، جو آپس کے اتحاد کے لئے ہوں، جو معاشرے کا امن قائم کرنے کے لئے ہوں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام جب خانہ کعبہ کی بنیادیں کھڑی کر رہے تھے تو یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ جو شہر آباد ہونے کی تُو ہمیں خوشخبری دے رہا ہے، ہماری تیرے سے یہ دعا ہے اور یہ عاجزانہ دعا ہے کہ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرۃ: 127)۔ اس جگہ کو ایک پرامن آبادی بنا دے۔ یہ شہر خوب پھلے اور بڑھے لیکن پُرامن ہو۔ فتنہ وفساد اور لڑائیوں کی آماجگاہ نہ بن جائے۔ پس ان قربانی کرنے والوں نے جو شہر بسایا اس کے لئے امن کی دعا کی۔ یہ دعا صرف اس جگہ کے لئے مخصوص نہیں تھی بلکہ یہ پیغام تھا بعد میں آنے والوں کے لئے بھی اور خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو محسن انسانیت کے ماننے والے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جو ایک جانور کو بھی تکلیف میں دیکھتے تھے تو بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ یہ پیغام کیا ہے؟ کہ اے خدائے واحد کی عبادت کرنے والو اور اے توحید کے قیام کے لئے کوشاں لوگو! تمہارے یہ مقصد اس وقت حاصل ہوں گے جب اللہ اکبر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز کے ساتھ امن کے قیام کا بھی نعرہ لگاؤ گے۔ اس کی اتباع میں قائم ہونے والا اللہ کا ہر گھر امن کا گہوارہ ہو اور اس کے اندر محبت، مودّت کے چشمے پھوٹیں اور جب یہ ہو گا تو سمجھو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کا ادراک تمہیں حاصل ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے گھر سے اللہ اکبر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا کے بعد شہروں کے امن برباد کرنے کے منصوبے بننے کی آوازیں آ رہی ہوں یا خبریں آ رہی ہوں۔ ایک دوسرے پر غلیظ قسم کے الفاظ سے گند اچھالے جا رہے ہوں تو نہ تو یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی قربانیوں کا ادراک حاصل کیا گیا ہے، ان کو سمجھا گیا ہے اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقصد کو پہچانا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ اسلام کے ذریعہ سے دنیا کے امن کے قیام کا ایک عظیم اعلان تھا۔ بخاری میں یہ خطبہ جس حد تک درج ہے وہ بیان کرتا ہوں۔

حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے یہانتک کہ ہم سمجھے کہ آپ اس مہینے کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحج کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا بیشک ذوالحج کا مہینہ ہی ہے۔ فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے یہانتک کہ ہم سمجھے کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ حرمت والا شہر نہیں؟ ہم نے کہا ضرور۔ فرمایا تو پھر یاد رکھو کہ تمہارے خون، تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں (یعنی کہ ان کی عزت تمہارے دل میں ہونی چاہئے یا عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے والے ہوں اور تم پر یہ حرام ہیں) جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں، تمہارے اس شہر میں، اس روز تک کہ تم اپنے رب سے ملو، اس طرح حرام ہے۔ سنو! کیا میں نے اللہ کا حکم پورے طور پر پہنچا دیا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اے میرے اللہ! گواہ رہ۔ چاہئے کہ جو یہاں موجود ہے وہ غیر موجود کو یہ بات پہنچا دے کیونکہ بسا اوقات جسے بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔ سو میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام المنی حدیث نمبر 1741)

کیا یہ عید، یہ حج، یہ قربانیاں آپ کے اس عظیم خطبے پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے والی نہیں ہونی چاہئیں؟ یقیناً ہیں اور ہونی چاہئیں۔ آپ نے اس خطبہ میں جان، مال، آبرو کا تقدس صرف اس مہینے اور اس مقام کے لئے مخصوص نہیں فرمایا تھا بلکہ اِلٰی یَوْمٍ تَلْقَوْنَ رَبَّکُم۔ اس روز تک کہ تم اپنے رب سے ملو۔ ہمیشہ کے لئے امن، آشتی، صلح اور محبت کا پیغام دے دیا۔ سب خون بہا اور قصاص اور سودی لین دین ختم کر دیئے کہ یہ امن اور صلح کے قیام میں بہت بڑی روک ہیں، یہ قربانیوں کی ضد ہیں۔ پھر یہ کہہ کر کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو، کیا مطلب ہے اس کا؟ یہی کہ فتنہ فساد تمہیں کفر کی طرف لے جائے گا۔ یہ حرکتیں کر کے تم اپنے آپ کو اسلام سے باہر کر رہے ہو گے، مرتد ہو رہے ہو گے۔ پس اگر کفر سے بچنا ہے تو رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (محمد:30) کے قرآنی حکم کے نظارے دکھانے ہوں گے۔ ایک دوسرے کے لئے قربانیوں کے معیار بلند کرنے ہوں گے اور یہ باتیں آگے پہنچاتے چلے جانے کا حکم بھی ہے تا کہ تاقیامت یہ حسین تعلیم جو ہے وہ آگے چلتی چلی جائے اور پھیلتی چلی جائے۔

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں وہ اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے فیصلہ سنیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ تم میں سے مرتد وہ ہیں جو کلمہ گوؤں کی گردنیں اڑا رہے ہیں۔ انہیں قتل کر رہے ہیں۔ ناجائز ان کی زندگیاں ان سے چھین رہے ہیں۔

کل ہی میں نے ایک شہید کا جنازہ بھی پڑھایا جن کو پرسوں شہید کیا گیا تھا۔ کیا ردّعمل احمدی نے دکھایا؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں اپنا معاملہ رکھ دیا۔ اب خدا بہتر جانتا ہے کہ ان سینکڑوں شہید احمدیوں کے قاتلوں کے ساتھ وہ کیا سلوک کرتا ہے۔ احمدیوں کی شہادتیں تو انہیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی قربانیوں کی یاد دلاتی ہیں۔ پس آج اے احمدیو اور شہیدوں کے پیارو! تم خوش ہو کہ تمہارے پیارے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور تم اللہ اور رسول کے آخری فرمان کے مطابق حقیقی اور سچے مومن ہو اور آج حقیقی عیدالاضحیٰ صرف اور صرف تمہارے سے وابستہ ہے۔

پس اس عید پر پھر یہ عہد کریں کہ ہم مسیح محمدی کے غلاموں میں ہو کر صرف اور صرف ایک مقصد کو سامنے رکھیں گے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی توحید کا قیام اور اس کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرتے ہوئے ہر ممکن کوشش کرتے چلے جانا۔ اپنی عبادت کے معیار کو اونچے سے اونچے کرتے چلے جانا۔ اپنے دلوں کو تقویٰ سے بھرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق کو بھی ادا کرتے چلے جانا۔ اپنے اندر اتحاد اور یکجہتی کے نئے معیار قائم کرتے چلے جانا۔ اور جب یہ باتیں ہوں گی تو جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اجر سے نوازا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ کی اُمّت کے تقویٰ پر چلنے والوں سے لامحدود اجروں کا وعدہ فرمایا اس سے ہم بھی فیض پاتے چلے جائیں گے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ قربانیاں جو ہیں یہ ہمیشہ رنگ لاتی ہیں اور آج بھی ہماری قربانیاں ہی ہیں جو دنیا میں انقلاب عظیم برپا کرنے کا باعث بنیں گی۔ پس ان قربانیوں کی روح کو اپنے اندر سے کبھی مرنے نہ دیں کہ یہی روح پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

’’اصل روح کی قربانی ہے اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں‘‘۔

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 68)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم ہمیشہ اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اب اس کے بعد آپ سب کو عید مبارک بھی ہو۔ یہاں بیٹھے ہوؤں کو بھی اور دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی احمدی یہ خطبہ سن رہے ہیں یا نہیں سن رہے، ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ یہ عید ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور حقیقی قربانیوں کی روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی ہم دعا کریں گے۔ دعا میں شہیدان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ ان کی اولادوں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بھی نیکیوں پر قائم رکھے اور کبھی ایسی حالت نہ ان پہ آئے کہ جہاں وہ کسی بھی عمل سے اپنے والدین یا بزرگوں کی روح کو تکلیف پہنچانے کا باعث بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور وہ ہمیشہ دعا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے ہوں اور اس روح سے یہ صدمہ برداشت کرنے والے ہوں۔ اسیران جو ہیں وہ بھی اس وقت پاکستان میں کافی ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ وہ بھی مسلسل بڑی قربانیاں دے رہے ہیں۔ بعضوں کو موت کی سزا بھی ملی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ مالی قربانیاں کرنے والے ہیں ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔ واقفین زندگی کے لئے کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ بےنفس ہو کر وہ خدمت دین کرنے والے ہوں۔ ہر ضرورتمند کے لئے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی مشکلات کو دور فرمائے، تکلیفوں، پریشانیوں کو دور فرمائے۔ اُمّت مسلمہ کے لئے بھی دعا کریں کہ یہ بھی آجکل بڑے ہی دردناک حالت سے گزر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں امام زمان کو ماننے کی توفیق عطا ہو تا کہ امت کی یہ مشکلات اور پریشانیاں دور ہوں۔

..........................................

[خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے دعا کروائی جس میں تمام حاضرین اور ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر کے ناظرین شامل ہوئے۔]

☆......☆......☆

## نماز خدا کا حق ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

’’نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذّات جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے، ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 371۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

---

## محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں وفات یافتہ درویشان کے ضمن میں محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کا ذکرخیر بھی شامل اشاعت ہے۔

صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی حرم ثانی حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ کے بطن سے دسمبر 1924ء میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نواسے تھے۔ مدرسہ احمدیہ میں بھی دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ تقسیم برصغیر کے معاً بعد کچھ عرصہ قادیان میں بطور درویش مقیم رہے اور یہاں بطور ناظر دعوۃ و تبلیغ خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح ربوہ میں آپ کچھ عرصہ نائب ناظر خدمتِ درویشان رہے۔ 1971ء میں عمرہ کرنے کی سعادت پائی۔ 1964ء میں آپ کی شادی محترم مولوی عبدالباقی صاحب کی صاحبزادی محترمہ طاہرہ صاحبہ سے ہوئی۔ 1969ء میں آپ کو پہلی بار دل کی تکلیف ہوئی اور آپ کی وفات 4/مارچ 1975ء بعمر پچاس سال ربوہ میں ہوئی۔

.................................

## محترم ملک صلاح الدین صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں وفات یافتہ درویشان کے ضمن میں محترم ملک صلاح الدین صاحب کا ذکرخیر اُن کی بیٹی مکرمہ طیبہ صدیقہ ملک صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم ملک صلاح الدین صاحب (مؤلف اصحابِ احمدؑ) 11/جنوری 1913ء کو منٹگمری (ساہیوال) میں حضرت ملک نیاز محمد صاحبؓ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ اپنے سب بہن بھائیوں میں بڑے تھے۔ آپ 1922ء میں حصولِ تعلیم کے لئے قادیان آئے اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ آپ نے مولوی فاضل، منشی فاضل اور ایم۔اے کی تعلیم حاصل کی۔ 1936ء میں آپ نے ایم اے عربی میں گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔

آپ واقفِ زندگی تھے۔ تمام عمر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں گزاری اور کئی اہم جماعتی عہدوں پر خدمت بجا لاتے رہے۔ لیکچرار جامعہ احمدیہ، ناظم جائیداد، لائبریرین، ایڈیٹر بدر، وکیل المال تحریک جدید، وکیل اعلیٰ تحریک جدید، ناظر تعلیم، ناظر ضیافت، ناظر امور عامہ، سیکرٹری بہشتی مقبرہ، مختار عام صدر انجمن احمدیہ، انچارج وقفِ جدید، متعدد بار قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی اور ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی حیثیت سے خدمت کی سعادت پائی۔ آپ ممبر صدر انجمن احمدیہ و انجمن تحریک جدید و انجمن وقفِ جدید بھی رہے۔ اور تحریک جدید کی پانچ ہزاری فوج میں بھی آپ شامل تھے۔ آپ نے فروری 1938ء سے 15/اپریل 1941ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمت سرانجام دی۔ حضورؓ نے 1938ء میں حیدرآباد دکن کا سفر اختیار فرمایا تو آپ بھی ہمراہ تھے۔ دورانِ سفر بمبئی میں حضورؓ نے سیر کے لئے ایک ہوائی جہاز کے پانچ ٹکٹ خریدے۔ چار اپنے خاندان کے لئے اور ایک آپ کے لئے۔ آپ ہواباز کے ساتھ والی سیٹ پر تھے اور حضور اقدس اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ پیچھے تشریف فرما تھے۔ پھر حیدرآباد پہنچنے کے بعد حضور نے دو کاروں میں شہر کا چکر لگایا۔ حضورؓ نے ایک دفعہ رؤیا دیکھی تھی کہ حضورؓ نے اس شہر کا چکر لگایا ہے۔ اسی بنا پر حضور نے یہ چکر لگایا تھا۔ پھر آگرہ میں حضورؓ نے تاج محل اور قلعہ دیکھا اور حضرت سلیم چشتیؒ کے مزار پر دعا فرمائی۔

محترم ملک صلاح الدین صاحب سلسلہ کے کاموں اور تصانیف کے کاموں میں ہمہ تن مصروف رہتے اور واقعی آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ خدمت دین کے لئے وقف تھا۔ نمازوں کو باقاعدگی سے بروقت ادا کرتے اور اسی طرح تہجد اور نوافل کے بھی پابند تھے۔ مسجد سے آکر گھر والوں سے ضرور دریافت کرتے کہ نماز ادا کی یا نہیں۔ اگر کسی نے ادا نہ کی ہوتی تو اپنے سامنے پڑھواتے۔ یہ طریق عمر بھر رہا۔

دُعاؤں پر آپ کو کامل یقین تھا۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے کام کے لئے بھی خود دُعا کرتے اور گھر والوں کو بھی دُعا کے لئے ضرور کہتے۔ کبھی بھی کسی مشکل اور پریشانی سے فکرمند یا مایوس نہ ہوتے۔ جہاں مشکل آئی فوراً دُعا میں مصروف ہوگئے۔ جو لوگ آپ کو دعا کے لئے کہتے یا خط لکھتے آپ ان سب کے لئے یاددہانی سے دعا کرتے اور گھر میں بھی کہتے کہ فلاں مشکل میں ہے ان کے لئے دُعا کرو۔ دعا کروانے والوں کی فہرست سرہانہ کے نیچے رکھتے اور اکثر پتہ بھی کرتے کہ اُن کی مشکل دُور ہوئی یا نہیں۔

قرآن مجید سے آپ کو بے انتہا محبت تھی۔ دن میں کئی بار قرآن مجید تفسیر سے پڑھتے تھے۔ بیماری کی حالت میں بھی قرآن مجید پڑھنے میں ناغہ نہیں کرتے اور بچوں کو بھی باقاعدگی سے قرآن مجید پڑھنے کی تاکید کرتے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ کوئی بھی نیکی کرتے تو ساتھ ہم کو بھی اس کے کرنے کی تلقین کرتے۔ نظامِ خلافت سے دِل و جان سے وابستگی تھی۔ خلیفہ وقت کے لئے بہت دعا کرنے والے اور کثرت سے خلیفہ وقت کی خدمت میں دعائیہ خطوط تحریر کرتے۔ غریبوں کی مدد اور بیماروں کی عیادت کا وصف آپ میں نمایاں تھا۔ ہر بڑے چھوٹے کو سلام کہنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔

آپ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کھانے پینے، رہنے سہنے گویا کہ زندگی کے ہر پہلو میں آپ کی سادگی نظر آتی تھی۔ اہلیہ اکثر بیمار ہوا کرتی تھیں تو آپ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔ بارہا بغیر سالن کے روٹی کھالیتے یا پھر پانی میں بھگو کر کھالیا کرتے۔ کھانے پینے یا گھریلو معاملات میں غصہ یا ناپسندیدگی کا اظہار کبھی نہیں کیا۔ جو بھی چیز کھانے کو دی جاتی ضرور اس کی تعریف کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے۔ اپنے اہل وعیال سے بہت حسن سلوک کیا کرتے۔ اپنا ہو یا بیگانہ ہر ایک سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ ہر چھوٹے بڑے امیر غریب سے یکساں طور سے عزت اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ اپنے سے چھوٹوں کو بھی نام کے ساتھ صاحب لگاکر بلاتے۔ مہمان کا بڑے جوش سے خیرمقدم کرتے اور اُن کے رشتہ داروں کا بھی حال احوال پوچھتے۔ ملاقاتیوں سے ہمیشہ دینی و تربیتی امور کے متعلق ہی باتیں ہوتیں۔ چغلی، غیبت، تجسس سے پرہیز کرتے اور ہمیں بھی روکتے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ جلسہ سالانہ پر کثرت سے مہمانوں کو ٹھہراتے۔

آپ نے کبھی اپنی تعلیم یا جماعتی عہدہ پر فخر نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ عاجزی وانکساری کے دامن کو تھامے رکھا۔ جب ناظر اعلیٰ قادیان کے عہدہ پر خدمت کے لئے فائز ہوئے تو کبھی اس پر خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ بہت زیادہ دعا کرتے ہوئے اور خدا کا خوف رکھتے ہوئے وقت گزارا کہ خدا تعالیٰ خلیفہ وقت کی توقعات پر پورا اُترنے کی توفیق دے۔

آپ وقت کی پابندی اور بہت قدر کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتے۔ بہت ذہین تھے، یادداشت بہت عمدہ تھی۔ مطالعہ بہت کرتے اور اچھی چیزیں دوسروں سے شیئر کرتے۔ خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ اکثر جماعتی کاموں سے کئی کئی ماہ ہندوستان کے دورے پر بھی رہتے۔ ایسے میں آپ کا معمول تھا کہ ہر روز خیریت کا کارڈ تحریر کرتے اور آنے پر وہاں کے کلچر کے اور دیگر ایمان افروز واقعات سناتے۔

پڑوسیوں سے آپ بہت حسنِ سلوک کرتے اور ان کے حقوق کا خیال رکھتے۔ آپ نے ہومیوپیتھک دوائیوں کا ذخیرہ اپنے پاس رکھا تھا اور جو کوئی دوائی لینے آتا آپ کسی کو انکار نہیں کرتے تھے۔ اکثر بچے بھی آپ سے دوائی لینے آجاتے۔ بچوں سے خاص شفقت کا سلوک تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جولائی 1949ء میں بمقام کوئٹہ فرمایا کہ: ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ۔ عام طور پر اس کے یہ معنی کئے جاتے ہیں کہ مُردوں کی برائی بیان نہیں کرنی چاہئے وہ فوت ہوگئے ہیں اور ان کا معاملہ اب خدا تعالیٰ سے ہے۔ یہ معنی اپنی جگہ درست ہیں لیکن درحقیقت اس میں قومی نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ آپؐ نے اُذْکُرُوْا مَوْتیٰ بِالْخَیْرِ نہیں فرمایا بلکہ آپؐ نے مَوْتَاکُمْ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی اپنے مُردوں کا ذکر نیکی کے ساتھ کرو۔ جس کے معنی ہیں کہ آپؐ نے یہ صحابہ کرامؓ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔‘‘

اس ارشاد کی روشنی میں محترم ملک صلاح الدین صاحب نے 1952ء میں ’’اصحاب احمدؑ‘‘ کے نام سے ایک رسالہ شائع کرنا شروع کیا جس میں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر حالات شائع کئے جاتے تھے۔ رسالہ کا نام حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تجویز فرمایا تھا۔ بعدازاں بزرگانِ سلسلہ کی تجویز پر ان سوانح کو مفصل اور کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا۔ چنانچہ آپ نے ’’اصحاب احمدؑ۔ تابعین اصحاب احمدؑ۔ مکتوبات احمدیہ۔ مکتوبات اصحابِ احمدؑ‘‘ کے نام سے متعدد کتب تصنیف کیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 1955ء کے جلسہ سالانہ میں آپ کی اس خدمت کا ذکر کرتے ہوئے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

آپ کی وفات 2/فروری 2003ء کو بعمر 90 سال ہوئی۔ آپ غیرمسلموں میں بھی ہردلعزیز تھے اور کثیر تعداد میں غیرمسلم لوگ بھی جنازہ میں شامل ہوئے۔

آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے تعزیتی مکتوب میں تحریر فرمایا: ’’میں جانتا ہوں واقعی بزرگ سیرت، درویش صفت انسان تھے۔ علم وعرفان سے آراستہ تھے اور بڑے طویل عرصہ جماعت کی بےلوث خدمت کی سعادت پائی ہے‘‘۔

.................................

## محترم مولانا ابوالوفاء صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں وفات یافتہ درویشان کے ضمن میں محترم مولانا ابوالوفاء صاحب کا ذکرخیر بھی شامل اشاعت ہے۔

مولانا ابوالوفاء صاحب 10 جنوری 1918ء کو کیرلہ کے ایک معروف سنّی عالم موسیٰ مسلیار کے گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا جان حسن حاجی مسلیار بھی اُس وقت کے مشہور عالم دین تھے۔ بچپن سے ہی آپ نے نہایت دیندار ماحول میں پرورش پائی۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں گہری واقفیت کے نتیجہ میں آپ کی نیک شہرت چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ جب آپ کی عمر 24 سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبول حق سے نوازا۔ انتہائی متواضع، منکسرالمزاج، صاف گو اور وسیع الظرف انسان تھے۔ مذہبی رواداری اور غیرتِ دینی آپ کے اندر کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہمیشہ جماعتی مفادات کو مقدّم رکھتے تھے۔ تبلیغ میں اس قدر لگن کے ساتھ آپ نے محنت کی کہ آپ کے ذریعہ درجنوں جماعتیں قائم ہوئیں۔ مقرر، مباحث، مناظر، مباہل، مترجم، مضمون نگار، صحافی، قاضی سلسلہ کی حیثیت سے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ 1989ء میں کوڈیاتھور میں ہونے والے مباہلہ کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے آپ کو قیادت کی توفیق ملی۔ آپ دعاگو، نہایت پابندی کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے والے بزرگ تھے۔ درس قرآن اور حدیث میں خاص دلچسپی تھی۔ آپ کی شادی محترم مولانا عبداللہ صاحب مرحوم کی بیٹی زبیدہ صاحبہ سے ہوئی تھی جن سے آپ کے

---

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28/نومبر 2011ء میں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ احمدیوں پر پاکستان میں ہونے والے مظالم کے حوالہ سے کہی گئی اس طویل نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بھریں گے درد وہ آہ و فغاں میں
جو لرزہ طاری کر دے آسماں میں
نہیں اپنا سِوا اُس کے جہاں میں
وہی لے گا ہمیں اپنی اَماں میں
’’نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں‘‘

ہمارا تو فقط تُو ہی خدا ہے
بِنا تیرے نہ کوئی دُوسرا ہے
فقط تُو ہی ہمارا آسرا ہے
’’ہر اک جا میں ہماری تُو پناہ ہے‘‘

ترا دروازہ ہم نے کھٹکھٹایا
تری چوکھٹ پہ آ کر سر جھکایا
ہماری زاریاں سن لے خدایا
’’تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا‘‘

ستم سہتے صدی ہم نے گزاری
لہو دے کر دیئے کی لَو ابھاری
سفر کی گرد اشکوں سے اتاری
ہے کاٹا صبر سے ہر وقت بھاری

تُو ہم پہ فضل لامحدود کر دے
عدُو کو نیست و نابود کر دے
کہ ٹھنڈی آتشِ نمرود کر دے
تباہ ہر ایک اب مردود کر دے

تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ زیر تبلیغ دوستوں کی مکمل رہنمائی کرتے تھے اور نبض شناس تھے۔

مکرم زین الدین حامد صاحب (ناظم دارالقضاء بھارت) لکھتے ہیں کہ خاکسار کی مولانا ابوالوفاء صاحب سے پہلی ملاقات 1980ء میں ہوئی جب مَیں احمدی نہیں تھا۔ مَیں آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر تھا۔ آپ میرے تمام سوالات کا نہایت محبت کے ساتھ دلنشیں انداز میں جواب دیتے تھے۔ بالآخر جب مَیں نے آپ کے ذریعہ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا تو بیعت کے بعد کم وبیش ایک مہینہ تک مَیں آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہا۔ آپ نے اپنے خاندان کے ایک فرد کی طرح میرے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا سلوک فرمایا۔ ایک دفعہ دوپہر کے کھانے کے لئے آپ مجھے قریبی ہوٹل میں لے گئے۔ آپ کی میرے سے اس قدر پدرانہ شفقت اور محبت کو دیکھ کر ہوٹل کے مالک نے پوچھا کہ مولوی صاحب! یہ آپ کے بیٹے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: بیٹا تو نہیں مگر مَیں ان سے بیٹوں جیسی ہی محبت کرتا ہوں۔

حضرت مولوی صاحب 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ آپ کی وفات 12 اکتوبر 2002ء کو کالیکٹ میں بعمر 84 سال ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ درویشان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

## محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

ہفت روزہ "بدر" قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی کا ذکر خیر بھی شامل اشاعت ہے۔

آپ 4 دسمبر 1906ء کو حضرت میاں مہرالدین صاحبؓ (ابن حضرت مہر حامد علی صاحبؓ) کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندانی گھر مسجد مبارک کے قریب تھا۔ یعنی مسجد فضل کے متصل۔ مسجد فضل آپؓ کے والد صاحب نے بنوائی تھی۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ جب والد صاحب نے مجھے اسکول داخل کروانا تھا تو حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کے پاس لے گئے اور عرض کی کہ بڑے بیٹے کو اسکول میں داخل کروایا تھا لیکن اُس نے نہیں پڑھا۔ اب اسے داخل کروانا ہے حضور اس کے لئے دعا کریں کہ یہ پڑھے۔ حضورؓ نے اسی وقت موجود احباب کے ساتھ دعا کروائی اور دعا کرکے فرمایا: داخل کروادیں پڑھ جائے گا۔

بعد ازاں محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب نے مشکلات کے باوجود پڑھائی جاری رکھی۔ میٹرک پاس کیا پھر مولوی فاضل کیا۔ نومبر 1929ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے مدرس متعین ہوئے۔ 1937ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے درس القرآن صاف کرکے پیش کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی چنانچہ سینکڑوں صفحات پر مشتمل یہ درس نہایت محنت اور عرقریزی سے تیار کرکے پیش کرنے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی اور حضورؓ نے اس پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کیا۔

تقسیم ملک کے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان کی مرکزی حیثیت کی فعالیت کے لئے سلسلہ تعلیم دین کے جاری رکھنے کے لئے چند علماء کو قادیان میں قیام رکھنے کی ہدایت جاری فرمائی جن میں محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب کا نام بھی شامل تھا۔ 1956ء میں آپ مبشرین کلاس (مدرسہ احمدیہ) کے انچارج مقرر ہوئے۔ چند دن بعد مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر متعین ہوئے۔ بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ بھی آپ ہی تھے۔ پھر 1966ء میں نائب ناظر تصنیف بنائے گئے۔ اپریل 1976ء میں صحت کی وجہ سے اس کام سے سبکدوش ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد 1947ء تا 1955ء اور 1966ء تا 1976ء گویا اٹھارہ سال آپ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر رہے۔ 1977ء میں آپ نے ضعفِ صحت اور ضعفِ بصر کی وجہ سے رکنیت سے معذرت کردی۔

آخر عمر میں قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار بہت دہراتے تھے اور قصیدہ اتنا یاد تھا کہ ایک مرتبہ سیدھا پڑھتے تھے پھر دوسری مرتبہ اُلٹی طرف سے یعنی 70ویں شعر سے شروع کرتے اور 1 پر ختم کرتے تھے۔ آپ کو تفسیر قرآن، علم حدیث، احمدیہ لٹریچر اور مذہب عیسائیت اور عقائد غیر مبائعین کے بارہ میں کامل عبور حاصل تھا۔ آپ کے مضامین بدر میں بکثرت شائع ہوئے جو آپ کے نکتہ رس، دقیق الفہم طبع، وسعتِ علم، بادلیل تحریر، مدعا پیش کرنے اور مدّ مقابل کے دلائل کے کامل ابطال کے شاہکار ہیں۔ آپ کے مضامین جامع و مانع ہوتے تھے۔ آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔

1947ء میں آپ کے سارے خاندان نے پاکستان ہجرت کرلی۔ صرف آپ اور آپ کی والدہ صاحبہ قادیان میں رہ گئے۔ والدہ صاحبہ قادیان سے جانے پر کسی طرح راضی نہ ہوتی تھیں۔ آخر جب حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے تمام عورتوں کے چلے جانے کا حکم ہوا تو آپ اپنی والدہ صاحبہ کو لے کر وہاں پہنچے جہاں سے ٹرک روانہ ہوا کرتے تھے۔ یہ انتظام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے سپرد تھا۔ حضورؒ نے آپ کو لسٹ دکھائی کہ قادیان میں رہنے والوں میں آپ کا نام ہے۔ تب آپ نے اپنی والدہ کو بھجوادیا اور خود درویشی کی زندگی اختیار فرمائی۔

آپ غرباء کی بہت خاموشی سے مدد فرمایا کرتے تھے۔ بچیوں کی تربیت کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔ تبلیغ کا جنون تھا۔ کبھی کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

خلافت سے والہانہ تعلق تھا۔ خلیفۂ وقت کے لئے بہت دعائیں کیا کرتے تھے اور ان کی حفاظت کے لئے فکرمند رہا کرتے تھے۔ اپنی اولاد کو دین کی خدمت کے لئے نصائح فرماتے تھے۔

آپ کے داماد محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ آپ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ مولانا صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید عالم تھے۔ خدمت دین کا بے پناہ جذبہ تھا۔ اپنی عمر عزیز کے بہترین سالوں میں قرآن و حدیث کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام پر عبور حاصل کیا۔ ہر کتاب کا مطالعہ اتنا گہرا تھا کہ ضروری حوالہ جات کے صفحات اور سطور ازبر تھیں۔

موازنہ مذاہب کے مضمون میں بھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ بائبل تو گویا یوں معلوم ہوتا تھا حفظ ہی کرلی ہے۔ ایک مرتبہ ایک پادری صاحب کہنے لگے آپ کو اپنی کتاب کے حوالے نکالنے میں دیر لگتی ہے لیکن بائبل کے حوالے فوراً نکال لیتے ہیں۔ آپ کے مضامین بہت علمی ٹھوس مواد پر مشتمل ہوتے تھے۔ مسائل کا استنباط، طرز استدلال بہت مضبوط اور مؤثر ہوتا۔

جولائی 1978ء کی بات ہے موسمی تعطیلات میں پہلے مَیں نے تبلیغی و تربیتی وفد کے ساتھ کشمیر جانے کا پروگرام بنایا تھا اور یاری پورہ میرا حلقہ تجویز کیا گیا تھا۔ مولانا صاحب مرحوم نے جب یہ سنا تو فرمایا وہاں دو ایک غیر مبائعین رہتے ہیں ان سے یہ پوچھنا میری اتنے صفحوں کی ایک چٹھی اور اتنے صفحوں کی دوسری چٹھی ابھی تک آپ کے پاس لاجواب پڑی ہے اور پھر فرمایا نوٹ بک اور قلم اور دفتر سے کتابچہ "ایک غلطی کا ازالہ" لے کر آجاؤ۔ خود چلنے پھرنے کے قابل نہیں اور نظر بھی پوری طرح کام نہیں کرتی اور میرے آنے تک اپنی اہلیہ محترمہ سے چند ایک کتابیں نکلوائیں اور تیار ہو کر بیٹھ گئے۔ میں آکر پاس بیٹھ گیا آپ ایک ایک کتاب پکڑاتے اور کہتے نکالو فلاں صفحہ اور خط کشیدہ سطریں پڑھو۔ نکالو فلاں صفحہ اور حاشیہ کی عبارت پڑھو۔ وغیرہ وغیرہ اس طرح آپ نے کئی کتابوں کے ضروری حوالہ جات نوٹ کروادیئے۔

تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ضروری لٹریچر ساتھ رکھتے اور دھڑلے سے تبلیغ کرتے۔ اور پھر منوا کر ہی چھوڑتے۔ دینی مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت ایک خاص جوش کی حالت ہوتی اور مضمون یوں آپ کے منہ سے نکلتا گویا اندر ایک مواج دریا موجزن ہے جس کی لہریں ایک کے پیچھے ایک آتی چلی جاتی ہیں۔ اور یہ سب آپ کی شبانہ روز محنت اور کثرت مطالعہ کا نتیجہ تھا۔

آپ ذیابیطس کے مریض تھے۔ مختصر بیماری کے بعد 28 ستمبر 1978ء کو وفات پائی۔ آپ کی اہلیہ اوّل سے دو بیٹے پاکستان میں تھے۔ بڑے بیٹے جوانی میں وفات پاگئے جبکہ دوسرے مظفر احمد 28 مئی 2010ء کو مسجد دارالذکر لاہور میں شہید ہوئے۔ دوسری اہلیہ مونگھیر بہار کی باشندہ تھیں جن سے دو بیٹیاں ہیں۔

## محترم شیخ عبدالحمید عاجز صاحب

ہفت روزہ "بدر" قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم شیخ عبدالحمید عاجز صاحب فاضل قادیانی کے خودنوشت حالات بھی شامل اشاعت ہیں۔

آپ کی پیدائش فروری 1920ء میں موضع دھرکوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور میں حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ کے ہاں ہوئی جو محکمہ مال میں قانون گو تھے۔ وہ 1933ء میں بٹالہ تبدیل ہوکر آئے جہاں سے آپ نے 1935ء میں میٹرک کیا۔ 1939ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے B.A. کیا۔ 1940ء میں آپ ملٹری اکاؤنٹس کے محکمہ میں ملازم ہوگئے۔ آپ کی شادی مئی 1945ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتداء 1944ء میں زندگی وقف کردی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ آپ ابھی اپنی سروس جاری رکھیں جب ضرورت پڑے گی بلالیا جائے گا۔ نومبر 1946ء میں آپ نے دوبارہ اپنے آپ کو پیش کیا جس پر حضورؓ نے قادیان پہنچنے کا ارشاد فرمایا اور جنوری 1947ء سے بطور نائب ناظر بیت المال خدمت کرنے کا آغاز ہوا اور چند ماہ بعد دور درویشی کی سعادت بھی مل گئی۔

محترم شیخ عبدالحمید عاجز صاحب رقمطراز ہیں کہ 1950ء میں صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی جائیدادوں کے متعلق محکمہ کسٹوڈین کی طرف سے نوٹس ملا کہ کیوں نہ اُن کو Evacuated Property تصور کیا جائے نیز بنکوں میں صدر انجمن کی رقوم تا آئندہ فیصلہ Freeze کردی گئیں۔ یہ صورت حال دعا اور راہنمائی کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پیش کی گئی تو ارشاد موصول ہوا کہ مقدمہ کی پیروی کے لئے رانچی بہار کے احمدی وکیل سید محی الدین احمد کے پاس جائیں۔ چنانچہ خاکسار نے رانچی جاکر جب اپنی آمد کا مقصد اُن سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چند روز قبل انہوں نے خواب میں حضرت مصلح موعودؓ کو ایک بڑے جلسہ میں دیکھا کہ حضورؓ نے اُن کو بلا کر ایک فائل سپرد کی ہے۔ اور آپ وہ فائل لے کر آئے ہیں جو اُن کو خواب میں دکھائی گئی ہے اس لئے بغیر کسی معاوضہ کے اس کیس کو سرانجام دیں گے۔ چنانچہ سید صاحب نے کمال قانونی لیاقت سے گورنمنٹ کے نوٹس پر یہ اصولی اعتراض اُٹھایا کہ صدر انجمن احمدیہ ایک رجسٹرڈ مذہبی اور خیراتی ادارہ ہے جو 1906ء سے رجسٹرڈ ہے اور لگاتار 1947ء کے بعد بھی کام کررہا ہے۔ ممبران کی تبدیلی سے انجمن Evacuate قرار نہیں دی جاسکتی۔ چنانچہ 1953ء میں آخری بحث کے بعد کسٹوڈین کی عدالت نے انجمن کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے بنکوں کی رقم پر قانونی پابندی اُٹھادی اور فیصلہ کیا کہ انجمن اپنی جائیدادوں کا حق ملکیت کا ثبوت پیش کرکے واپس لے سکتی ہے۔

ملکیت کی دستاویزات تلاش اور مہیا کرنے میں کافی عرصہ لگا۔ جب 1956ء تک یہ ثبوت محکمہ کسٹوڈین میں داخل کروادیئے گئے تو چونکہ کالج، سکول، ہسپتال، کوٹھی دارالسلام اور دیگر متعدد جائیدادوں کے ناجائز قابض متاثر ہوتے تھے اس لئے ایک سازش کے تحت محکمہ کسٹوڈین کی طرف سے نیا نوٹس جاری کیا گیا کہ ان جائیدادوں کا دس سال کا کرایہ ادا کیا جائے اور ان مکانوں کو کیوں نہ بذریعہ عام نیلامی فروخت کردیا جائے۔ ہمارا مؤقف یہ تھا کہ یہ ایریا 1947ء سے ہی مقدس ایریا کے طور پر ہمیں الاٹ کیا گیا تھا اور ہم مالک ہونے کی حیثیت سے ان کا میونسپل ٹیکس ادا کرتے چلے آرہے ہیں اور ہزار ہا روپے ان کی مرمت پر خرچ کئے ہیں۔ اسی دوران دنیا بھر کی جماعتوں سے حکومت ہند کے نام تشویش کی چٹھیاں اور میمورنڈم آنے شروع ہوگئے۔ پھر وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے مرکزی وفد نے 30 اپریل 1956ء کو ملاقات کرکے اپنا مؤقف پیش کیا تو پنڈت جی نے یقین دلایا کہ احمدیہ ایریا کی جائیدادوں کو بذریعہ نیلامی فروخت نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہمیں مشورہ دیا کہ چونکہ ان جائیدادوں کے مالکان چھوڑ چکے ہیں اس لئے جماعت احمدیہ کو مستقل طور پر مالکانہ حقوق حاصل کرنے کے لئے ان مکانوں کی ریزرو قیمت ادا کردینی چاہئے۔ پھر پنڈت جی کی ہدایت پر ہم وزیر بحالیات شری مہر چند کھنہ سے ملے۔ اُن کا ابتدائی مطالبہ گیارہ لاکھ روپیہ کا تھا مگر کافی نشیب و فراز کے بعد دو لاکھ 24 ہزار 700 روپے فائنل ہوئے جو پانچ سالانہ مساوی اقساط میں ادا کرکے تمام جائیدادیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رجسٹری کروالی گئیں۔ آپ نے تقسیم ملک کے بعد جماعتوں کی بیداری اور چندہ کی تشخیص کا کام کیا۔ نیز کئی اہم جماعتی خدمات کا موقعہ ملا۔ چار مرتبہ لندن آنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک اچھے نثر نگار اور شاعر بھی تھے۔ آپ کی کتاب "کچھ باتیں کچھ یادیں اور ریگِ رواں" قابل مطالعہ ہے۔ آپ کی وفات 28 اگست 2005ء کو ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔ آپ کے والدین پچاس کی دہائی میں پاکستان میں وفات پاگئے تھے لیکن اکثر درویشان کی طرح آپ نے یہ صدمہ قادیان میں صبر سے برداشت کیا۔

---

روزنامہ "الفضل" ربوہ 30 جون 2011ء میں محترم چودھری محمد علی مضطر صاحب کی ایک غزل شامل اشاعت ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

گھرا ہوا تھا مَیں جس روز نکتہ چینوں میں
وہ بے لحاظ کھڑا تھا تماش بینوں میں
یہ کس کے عکس کی آہٹ مکان میں آئی
یہ کون ہولے سے اترا ہے دل کے زینوں میں
وہی لباس، وہی خدوخال ہیں اس کے
وہ ایک پھول ہے خوشبو کے آبگینوں میں
کبھی تو اس سے ملاقات ہو گی جلسے پر
کبھی تو آئے گا وہ وصل کے مہینوں میں
صلیبِ عشق پہ چڑھنے کی دیر تھی مضطرؔ!
وہ پھول برسے، گڑھے پڑ گئے زمینوں میں

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide
July 01, 2016 – July 07, 2016

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday July 01, 2016

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Dars-e- Ramadhan: The topic is 'Shawaal fasting'. |
| 00:35 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 01:35 | Al Hambra Palace |
| 02:45 | Tilawat: Part 25. |
| 03:44 | Dars-e- Ramadhan [R] |
| 04:30 | Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verse 53 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 55, recorded on May 23, 1987. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah to Surah Az-Zukhruf, verses 1-36. |
| 06:55 | Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'the acceptance of prayers'. |
| 07:15 | Yassarnal Quran: Lesson no. 22. |
| 07:30 | In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as). |
| 08:10 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 09:15 | Indonesian Service |
| 10:30 | Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verse 53 - 55 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 56, recorded on May 24, 1987. |
| 11:30 | Live Transmission From Baitul Futuh |
| 12:00 | Live Friday Sermon |
| 13:00 | Live Transmission From Baitul Futuh |
| 13:35 | Tilawat: Surah Al- Muddaththir, verses 1-33 with Urdu translation. |
| 13:50 | Yassarnal Quran: Lesson no. 22. |
| 14:05 | Shotter Shondhane: Rec. December 01, 2012. |
| 15:10 | Ramadhan Dars-e-Hadith [R] |
| 15:25 | Hamara Aaqa: Shedding light on the character of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 16:20 | Friday Sermon [R] |
| 17:35 | Yassarnal Qur'an: Lesson no. 22. |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Ramadhan Dars-e-Hadith [R] |
| 18:45 | The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan |
| 19:20 | Tilawat: Part 25. |
| 20:35 | Ramadhan Dars-e-Hadith [R] |
| 20:55 | Friday Sermon [R] |
| 22:05 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R] |
| 23:05 | Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 37-60 to Surah Al-Jaathiyah, verses 1-38. |

## Saturday July 02, 2016

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:40 | In His Own Words |
| 01:10 | Ramadhan Deeni-o-Fiqhi Masail |
| 02:30 | Tilawat: Part 26. |
| 03:20 | Friday Sermon: Recorded on July 01, 2016. |
| 04:25 | Hamara Aaqa |
| 05:00 | Dars-ul-Qur'an |
| 06:00 | Tilawat: Surah Az-Zumar verses 33-76 and Surah Al-Mu'min, verses 1-47. |
| 07:00 | Dars-e-Malfoozat: The topic is 'patience'. |
| 07:15 | Al-Tarteel: Lesson no. 41. |
| 07:45 | Story Time: Programme no. 22. |
| 08:00 | International Jama'at News |
| 08:35 | Friday Sermon: Recorded on July 01, 2016. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 27-31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 43, recorded on March 13, 1987. |
| 12:30 | Seerat-un-Nabi: An Urdu discussion programme about the honesty and high morals of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 13:00 | Tilawat: Surah Al-Muddaththir and Surah Al-Qiyaamah with Urdu translation. |
| 13:15 | Dars-e-Malfoozat [R] |
| 13:30 | Al-Tarteel: Lesson no. 42. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Maidane Amal Ki Kahani |
| 16:00 | Live Rah-e-Huda |
| 17:30 | Al-Tarteel [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:30 | Seerat-un-Nabi [R] |
| 19:00 | Al-Saum |
| 19:20 | Tilawat: Part 26. |
| 20:30 | International Jama'at News |
| 21:00 | Story Time: Programme no. 22. |
| 21:30 | Dars-ul-Qur'an [R] |
| 23:00 | Friday Sermon [R] |

## Sunday July 03, 2016

| | |
|---|---|
| 00:15 | Tilawat |
| 01:05 | Seerat-un-Nabi |
| 01:50 | Al-Saum |
| 02:30 | Tilawat: Part 27. |
| 03:20 | Friday Sermon: Recorded on July 01, 2016. |
| 04:30 | Dars-ul-Qur'an |
| 06:00 | Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah to Surah Az-Zukhruf, verses 1-36. |
| 06:50 | Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'blessings of fasting'. |
| 07:10 | Yassarnal Quran: Lesson no. 24. |
| 07:30 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Ramadhan. |
| 08:45 | Faith Matters: Programme no. 199. |
| 09:50 | Indonesian Service |
| 11:00 | Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 27 - 31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 44, recorded on March 15, 1987. |
| 12:25 | Tilawat: Surah Al-Qiyaamah and Surah Ad-Dahr. |
| 12:40 | Ramadhan Dars-e-Hadith |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on July 01, 2016. |
| 14:10 | Shotter Shondhane: Rec. December 01, 2012. |
| 15:15 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R] |
| 16:20 | French Service |
| 16:55 | German Service |
| 18:00 | World News |
| 18:25 | City Of Bern |
| 18:45 | Roots To Branches |
| 19:30 | Tilawat: Part 27. |
| 20:35 | Beacon Of Truth |
| 21:25 | Dars-ul-Qur'an [R] |
| 22:50 | Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 37-60 to Surah Al-Jaathiyah, verses 1-38. |

## Monday July 04, 2016

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:15 | Ramadhan Dars-e-Hadith |
| 00:30 | Yassarnal Qur'an |
| 00:50 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 02:00 | City Of Bern |
| 02:25 | Tilawat: Part 28. |
| 03:20 | Friday Sermon: Recorded on July 01, 2016. |
| 04:35 | Dars-ul-Qur'an |
| 06:00 | Tilawat: Surah Al-Mujaadalah, verses 1-23, Surah Al-Hashr, verses 1-25 and Surah Mumtahinah, verses 1-14. |
| 06:50 | Ramadhan Dars-e-Hadith: the topic is 'Ramadhan is a way of achieving good morals'. |
| 07:10 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as). |
| 07:30 | Al-Tarteel: Lesson no. 43. |
| 08:05 | International Jama'at News |
| 08:40 | The Age Of Reform In Muslim India |
| 09:10 | Seerat-e-Rasool: A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak. |
| 10:00 | Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on February 05, 2016. |
| 11:00 | Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 30 - 33 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 45, recorded on March 20, 1987. |
| 12:55 | Tilawat: Surah Ad-Dahr, verses 6-32 with Urdu translation. |
| 13:05 | Ramadhan Dars-e-Hadith [R] |
| 13:30 | Al-Tarteel [R] |
| 14:05 | Bangla Shomprochar |
| 15:10 | Seerat-e-Rasool [R] |
| 15:50 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R] |
| 16:15 | The Age Of Reform In Muslim India [R] |
| 16:40 | In His Own Words |
| 17:20 | Al-Tarteel [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Seerat-e-Rasool [R] |
| 19:15 | Tilawat: Part 28. |
| 20:30 | Ramadhan Dars-e-Hadith [R] |
| 20:55 | In His Own Words |
| 21:25 | Dars-ul-Qur'an [R] |
| 23:10 | Tilawat: Surah Al-Saff to Surah At-Tahreem. |

## Tuesday July 05, 2016

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:25 | Ramadhan Dars-e-Hadith |
| 01:00 | The Age Of Reform In Muslim India |
| 01:25 | In His Own Words |
| 02:30 | Tilwat: Part 29. |
| 03:20 | Seerat-e-Rasool |
| 03:55 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood |
| 04:15 | Dars-ul-Qur'an |
| 06:00 | Tilawat: Surah Al-Mulk to Surah Ma'aarij. |
| 06:45 | Dars-e-Ramadhan: The topic is 'Shawaal fasting'. |
| 07:00 | Yassarnal Quran: Lesson no. 27. |
| 07:30 | In His Own Words |
| 08:00 | Food For Thought |
| 08:35 | Noor-e-Mustafwi |
| 09:00 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Qur'anic verses 32 - 36 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 46, recorded on March 22, 1987. |
| 12:45 | Tilawat: Surah Al-Mursalaat, verses 1-51. |
| 13:00 | Dars-e-Ramadhan [R] |
| 13:15 | Yassarnal Quran [R] |
| 13:35 | The Age Of Reform In India |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Faith Matters: Programme no. 199. |
| 16:05 | Food For Thought |
| 16:40 | Press Point: Recorded on June 19, 2016. |
| 17:40 | Yassarnal Quran [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:15 | Noor-e-Mustafwi: Different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 18:35 | Tilawat: Part 29. |
| 19:30 | Live The Bigger Picture |
| 20:20 | Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 01, 2016. |
| 21:30 | Dars-ul-Qur'an [R] |
| 23:10 | Tilawat: Surah Al-Nooh to Surah Al-Mursalaat. |

## Wednesday July 06, 2016

| | |
|---|---|
| 00:10 | World News |
| 00:25 | In His Own Words |
| 01:00 | Noor-e-Mustafwi |
| 01:15 | Press Point: Recorded on June 19, 2016. |
| 02:30 | Tilawat: Part 30. |
| 03:25 | Story Time: Programme no. 22. |
| 03:45 | Food For Thought |
| 04:15 | Dars-ul-Qur'an |
| 06:00 | Tilawat: Surah An-Naba, to Surah Al-A'ala. |
| 07:00 | Dars-e-Hadith: The topic is 'importance of fitrana in Ramadhan'. |
| 07:20 | Al-Tarteel: Lesson no. 43. |
| 07:55 | The Bigger Picture: Rec. January 05, 2016. |
| 08:45 | Hamara Aaqa: Shedding light on the life of Hazrat Ibrahim (as). |
| 09:20 | The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan: English discussion programme about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 09:55 | Indonesian Service |
| 11:00 | Dars-ul-Qur'an: An in- depth explanation of Qur'anic verses 56 of Surah Aale- Imraan, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Session no. 61, recorded on May 01, 1988. |
| 12:40 | Dars-e-Hadith [R] |
| 13:00 | Tilawat: Surah An-Naba, verses 1-29 with Urdu translation. |
| 13:20 | Al-Tarteel: Lesson no. 43. |
| 13:55 | Bangla Shomprochar |
| 15:00 | Live Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 16:05 | Hamara Aaqa [R] |
| 16:40 | Faith Matters: Programme no. 200. |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Na'atia Mehfil: An Urdu programme in the praise of the Holy Prophet (saw). |
| 19:15 | Tilawat: Part 30. |
| 20:25 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R] |
| 21:30 | Dars-ul-Qur'an [R] |
| 23:10 | Tilawat: Surah Al-Gaashiyah to Surah An-Naas. |

## Thursday July 07, 2016

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:30 | Na'atia Mehfil |
| 01:15 | Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail |
| 02:35 | Tilawat: Part 30. |
| 03:30 | In His Own Words |
| 04:15 | Dars-ul-Qur'an |
| 06:05 | Tilawat & Ramadhan Dars-e-Hadith |
| 06:50 | Yassarnal Quran: Lesson no. 27. |
| 07:20 | Qadian Main Eid: An Eid-ul-Fitr programme on 'Eid in Qadian at the time of Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)' with guest, Bilal Ahmad Tahir. |
| 07:50 | Muqabla-e-Tilawat: Recorded on July 18, 2015. |
| 13:35 | Tilawat: Surah Al-Imran, verses 106-119. |
| 13:15 | Dars-e-Ramadhan [R] |
| 13:50 | Eid Proceedings |
| 14:25 | Eid Sermon: Sermon delivered by Khalifatul Masih V (aba). |
| 15:25 | Eid Proceedings |
| 18:30 | Live Al-Hiwar-ul-Mubashir |
| 20:40 | Muqabla-e-Tilawat [R] |
| 21:45 | Islami Mahino Ka Ta'aruf |
| 22:05 | Eid Proceedings |
| 22:40 | Eid Sermon: Sermon delivered by Khalifatul Masih V (aba). |
| 23:40 | Eid Proceedings |

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).***

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 01 July , 2016 Issue No. 27

# حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ سویڈن 2016ء

❁......ہم حقیقی اسلامی تعلیمات جو قرآن کریم میں بیان ہوئیں اور پیغمبر اسلام کے اسوہ میں دیکھنے کو ملیں ان کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور دوسری چیز انسانیت کی خدمت ہے۔ یہی دو کام ہماری توجہ کا مرکز ہیں۔ ❁......میرے خیال میں اگر میں ملکی قانون پر عمل کرتا ہوں، ملک کے ساتھ وفادار ہوں، ملک کے شہریوں کے حقوق ادا کرتا ہوں اور اس ملک کی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کرتا ہوں تو میرے نزدیک مَیں اس ملک میں integrated ہوں اور اس ملک کا حصہ ہوں۔

(سویڈش نیشنل ریڈیو کی نمائندہ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو)

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ ڈنمارک کے اخبارات میں حضورانور کے دورہ کی خبریں۔ مالمو مشن اور سویڈن میں قائم مساجد و مراکز نماز کا مختصر تعارف۔
سویڈن کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں مسجد محمود کے افتتاح کی خبریں۔ مسجد محمود کا افتتاح۔ خطبہ جمعہ۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

## 11 مئی 2016ء بروز بدھ

(حصہ دوم آخر)

## سویڈن کے نیشنل ریڈیو کی نمائندہ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو

❁......**بعد ازاں سویڈیش نیشنل ریڈیو کی نمائندہ Anna Bubehko نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ موصوفہ نے کہا کہ میرا طریق ہے کہ جب بھی میں کسی کا انٹرویو لیتی ہوں تو اس سے ان کا تعارف پوچھتی ہوں۔ لہٰذا آپ بھی بتائیں کہ آپ کون ہیں؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** میں خدا تعالیٰ کا ایک عاجز انسان ہوں۔ میرا 2003ء میں بطور سربراہ جماعت احمدیہ انتخاب ہوا تھا جس کو ہماری جماعت خلیفہ کے نام سے پکارتی ہے۔ پس تب سے میں اس جماعت کی سربراہی کر رہا ہوں۔

❁......**موصوفہ نے پوچھا کہ خلیفہ بننا کیسا لگتا ہے؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ کوئی سیاسی یا دنیاوی لیڈرشپ کی طرح نہیں ہے۔ اپنے پیروکاروں کا خیال رکھنا، انہیں اسلام، قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیمات کے بارہ میں بتانا میری ذمہ داری ہے اور اس مقصد کی پیروی کرنا جس کو لے کر بانی جماعت احمدیہ آئے تھے اور وہ مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو اس کے خالقِ حقیقی کے قریب کیا جائے اور بنی نوع انسان کو حقوق العباد کی ادائیگی کا احساس دلایا جائے۔

❁......**موصوفہ نے پوچھا کہ دنیا میں ملینز کی تعداد میں احمدی مسلمان ہیں۔ آپ دورانِ سال کتنا سفر کرتے ہیں؟**

گوکہ میں سفر تو کرتا ہوں مگر میں یہ نہیں کہوں گا کہ احمدیوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ مل چکا ہوں۔ میں نے مشرقی و مغربی افریقہ، انڈیا، نارتھ امریکہ، یورپ، جاپان، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کے دورے کئے ہیں جہاں میں افرادِ جماعت کے ساتھ ملا ہوں۔ گزشتہ 13 برس کے دوران میں نے ان ممالک کے دورے کئے ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ سال میں دو یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ میں باہر گزارتا ہوں۔

❁......**موصوفہ نے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا ملک بھی ہے جہاں آپ نہ گئے ہوں؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** کافی ملک ہیں جہاں میں کبھی نہیں گیا۔ انڈونیشیا میں ہماری بہت بڑی جماعت ہے وہاں میں کبھی نہیں گیا۔ ملائیشیا میں ہماری جماعت ہے اور وہاں بھی نہیں گیا۔ اسی طرح جنوبی امریکہ میں ہماری جماعت میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہاں بھی نہیں گیا۔ مغربی افریقہ کے بعض ممالک میں نہیں گیا۔ سیرالیون، لائبیریا اور آئیوری کوسٹ نہیں گیا۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں ہماری جماعت قائم ہے مگر وہاں نہیں جا سکتا۔ پاکستان میں ہماری بہت بڑی جماعت ہے جہاں میں خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے رہائش پذیر تھا اور خلیفہ بننے کے بعد وہاں نہیں جا سکتا کیونکہ وہاں ایسے قوانین ہیں جن کی وجہ سے ہم اپنے عقیدے کا اظہار اور پرچار نہیں کر سکتے۔

❁......**اس کے بعد موصوفہ نے کہا کہ آپ کے نزدیک اس وقت احمدی مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا سوال کیا ہے؟ اور آپ کی توجہ کس طرف ہے؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ میری ذمہ داری بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب کرنا ہے اور یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ آج کے دور میں لوگ مذہب کی بجائے دنیا کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی ذمہ داری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ کیونکہ جب تک آپ دوسروں کے حقوق ادا نہیں کرتے آپ امن قائم نہیں کر سکتے۔ اگر ہر ایک اپنے اوپر عائد دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کر رہا ہو تو پھر لڑائی جھگڑے کی کوئی صورت نہیں بچتی۔

❁......**موصوفہ نے اس پر کہا کہ یہ پہلو تو کافی وسیع ہیں۔ آپ کسی ٹھوس بات کی مثال دے سکتے ہیں جس پر آپ کام کر رہے ہیں؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** ہمارا یہی مشن ہے اور اسی مشن پر دنیا بھر میں کام ہو رہا ہے۔ ایک تو مشنری کا کام ہے یعنی ہم حقیقی اسلامی تعلیمات جو قرآن کریم میں بیان ہوئیں اور پیغمبر اسلام کے اسوہ میں دیکھنے کو ملیں ان کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور دوسری چیز انسانیت کی خدمت ہے جو ہم تیسری دنیا کے ممالک میں بجالا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم سکول، ہسپتال اور دیگر سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔ تیسری دنیا کے بعض ممالک بالخصوص افریقہ میں بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں پینے کا پانی نہیں ہے۔ پھر ہم نے اس طرح کے کئی اور انسانی خدمت کے پراجیکٹس شروع کر رکھے ہیں جس میں ماڈل ویلیجز کی تعمیر وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح کے کئی اور کام ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کہ آپ معین طور پر کیا پوچھنا چاہ رہی ہیں۔

❁......**اس پر خاتون صحافی نے کہا کہ میری مراد تھی ایسی چیزیں جن پر آپ اس وقت زیادہ توجہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔**

**حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:**

تبلیغ کا کام ہے۔ اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کا کام ہے اور پھر انسانی خدمت کا کام ہے۔ یہی دو کام ہماری توجہ کا مرکز ہیں۔

❁......**اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ مارچ میں گلاسگو میں ایک احمدی مسلمان کو قتل کر دیا گیا تھا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں اس واقعہ نے برطانیہ میں جماعت احمدیہ پر کیا اثر کیا؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ کو پتہ ہے کہ یورپین ممالک اور یوکے میں مذہبی آزادی ہے۔ ایک قتل کا واقعہ ہوا تھا اور جس شخص نے یہ قتل کیا تھا اس کو پولیس نے پکڑ لیا ہے اور وہ اس وقت جیل میں ہے اور اسے اس کی سزا مل جائے گی۔ وہاں کی حکومت اور معاشرہ ہمیں تحفظ دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض مسلمان جماعتوں نے بھی ہمارے حق میں نیک جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ انہوں نے یہ حکومت اور میڈیا کے دباؤ میں آ کر ایسا کیا ہے یا لوگوں کا دباؤ تھا۔ لیکن بہرحال یہ جماعت احمدیہ کیلئے نقصان تھا اور اس کے ذریعہ یوکے میں کوئی اچھی مثال قائم نہیں ہوئی۔

❁......**موصوفہ نے کہا کہ کیا قتل کے اس واقعہ کے بعد آپ کی مساجد کی سیکیورٹی میں اضافہ ہوا ہے؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** بالکل اضافہ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ بعض علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے وہاں پولیس نے خود ہمیں اپنی سیکیورٹی بڑھانے کا کہا ہے۔

❁......**موصوفہ نے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ مستقبل میں آپ کو اپنی سیکیورٹی میں مزید اضافہ بھی کرنا پڑے گا؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** آپ کو پتہ ہے کہ دنیا کے حالات کیسے بدل رہے ہیں؟ اور یہ صرف احمدیوں کی سیکیورٹی کی بات نہیں بلکہ ہر ایک کی سیکیورٹی کا سوال ہے۔ RADICALISED لوگوں کا سلسلہ اسی طرح کچھ اور عرصہ چلا تو آپ خود بھی محفوظ نہیں ہوں گی۔ ابھی تک یورپ میں احمدیوں کی پبلک جگہوں یا اجتماعوں پر حملہ نہیں ہوا مگر پیرس اور برسلز میں عام جگہوں پر بھی جس طرح حملہ آوروں نے سفّاکی کا مظاہرہ کیا وہ آپ نے دیکھ ہی لیا۔

❁......**اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ مسلمانوں کے اندر فرقہ واریت میں اضافہ ہو رہا ہے اور سنّی اور شیعہ کا تنازعہ بھی ہے۔ اس سے آپ کی جماعت کو کیا اثر پڑتا ہے؟ آپ اس کے بارہ میں کیا کہیں گے؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

**فرمایا:** شدت پسند مسلمان تو ہر ایک کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ وہ مجھے بھی اور آپ کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے تو ہمیں دوہرا خطرہ ہے کیونکہ وہ لوگ ہمارے عقائد کے اختلاف کی وجہ سے بھی ہمارے خلاف ہیں۔ سنّی، شیعوں کو مار رہے ہیں اور بعض جگہوں پر خودکش دھماکے کر رہے ہیں اور جہاں کہیں شیعوں کو موقع ملتا ہے وہ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں